

مُعَارِفِ فَخْرٍ

مدیر:
سید شاہد ہاشمی

MA'ARIF FEATURE

نائب مدیران: مفتخر خاں، سید سچی اللہ حسینی، نویرونون - معاون مدیران: غوث الدین، محمد عبید قادری
ڈی - ۳۵، بلاک - ۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی - ۷۵۹۵۰
نون: ۰۳۲۳۲۹۸۲۰ - ۰۳۲۸۰۹۲۰
مرتقب: www.irak.pk, irak.pk@gmail.com

- ۱ - معارف فیض ہر ماہ کی کمک اور سولہ تاریخوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں دنیا بھر سے (ہمیں) دستیاب ایسی معلومات کا اختیاب پیش کیا جاتا ہے، جو اسلام سے وجہی اور ملت اسلامیہ کا در رکھنے والوں کے غور و فکر کے لئے اہم یامغاید ہوتی ہے۔
- ۲ - پیش کیا جانے والا لوازم بالعموم بلطفہ شائع کیا جاتا ہے۔ کسی مضمون، نقطۂ نظر، خیال یا معلومات کا اختیاب کی وجہ سے ہمارا تقاضہ ہمیں، اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسی مضمون یا معلومات کی ملک تربیت یا اس سے اختلاف پیش کیا جاوے کو بھی جگہ دی جا سکتی ہے۔
- ۳ - معارف فیض کوہنہ بنانے کے لیے مفید معلومات کے حصوں یا ان کے ذریعہ تک رسائی میں آپ کی مدد و کافی مقدم کیا جائے گا۔
- ۴ - ہمارے فرماں کردہ لوازے کے مرید، لیکن غیر جاری ابلاغ کی عام اجازت ہے۔
- ۵ - معارف فیض کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ تاہم عطیات کی ضرورت بھی رہتی ہے اور عطیات قبل بھی کیے جاتے ہیں۔ اسلامک دیسروچ اکیڈمی کو اچھی

واعقات کا سامنا ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف امریکا نے اب تک ہمیں ثابت کیا ہے کہ وہ جیلن کے معاملے میں واضح اپروپی اپنا چاہتا ہے۔ امریکی صدر جو باہمیں چیلن اور روں دونوں کے حوالے سے کوئی بھی بات چھپ کر اور دب کر نہیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے اُنی پر روی صدر والدیمیر پوپون کو قاتل کہا ہے اور صدارتی ہم کے ایک مہاجنے میں انہوں نے چینی صدر شی جن پنگ کو دھوکے باز بھی قرار دیا تھا۔

امریکی غاجہ پالیسی کی تسلیل کے حوالے سے سوچنے والوں کے پیش فارم ”دی اٹائل کاؤنسل“ نے اب ”دی لانگر ٹیل گرام“ شائع کیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ اگر امریکا کی قیادت میں نعال مغربی برلن نظام کے تحت کام کرتا ہے تو چیلن کو اپنی قیادت میں تبدیلی لانا ہوگی۔ ”دی اٹائل کاؤنسل“ کے تحت شائع کیے جانے والے ”دی لانگر ٹیل گرام“ کے مصنف کا نام مظہر عام پر نہیں لایا گیا ہے۔ اس میں امریکی قیادت سے کہا گیا ہے کہ اگر چیلن اور روں سے بہتر طور پر پہنچا ہے تو جاپان، آسٹریلیا اور بھارت سے تعلقات کو وسعت دینا ہوگی۔ ساتھ ہی ساتھ اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ جاپان

اندرونی صفات پر:-

- بھارت کا مغرب کے ساتھ رومانس
- ”صلیکوں وادی“، کا مستقبل اور کرونو اور اس
- خلچ امریکا تعلقات نئے دورا ہے پر---!
- الجیریا، انتخابات کی جانب پیش رفت
- اصلاح معاشرہ اور روشن انجیسٹر نگ
- افریقا، خطرناک بحران کی طرف گامزن
- تیل کی قیمتوں پر سعودی بھارت تباہ؟
- بھارت: مسلم اقلیت کے حقوق کی پامالی---

چین و روس، امریکا و یورپ کے لیے در در

بہب ہے کہ کسی بھی مغربی اقوام کا فوری جواب دینے میں شامل کا مظہرہ کیا جا رہا ہے نہ بھل کا۔

Denis MacShane

چین اور روں بہت تیزی سے ابھر کر ایک بڑے خطے کی فلک اختیار کرنے جا رہے ہیں۔ مغرب کی جمہوریوں کو یہ غلر لاحل ہے کہ ان دونوں، قدرے آمرانہ ملکتوں کو ایک خاص حد تک محدود کرنے میں کیوں کر کا میاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مغرب کی بھجن پڑھتی ہی جا رہی ہے۔

چین اور روں جیسے ممالک سے پتنے کے لیے بہترین حکمیت عملی کیا ہو سکتی ہے؟ انہیں چیلنج کرنا، ان سے ٹکرنا، انہیں ایک خاص حد تک رکھنے کی کوشش کرنا؟ کیا صرف معاشی معاملات میں کوئی براقدام اٹھا کر ان دونوں طاقتوں کو دبایا جاسکتا ہے، اپنی مرمنی کے جنم کا حامل بنایا جاسکتا ہے؟ اس وقت چین اور روں جو کچھ کر رہے ہیں، کیا دیساہی کچھ کر کے

اُن سے بہتر طور پر نہجا جاسکتا ہے؟ یہ تمام سوالات غور طلب ہیں کیونکہ اُن کے درست جواب کی فلک ہی میں مغرب کے لیے اپنی طاقت کو قرار رکھنے کی کوئی راہ مل سکتی ہے۔

اُمریکا، یورپی یونین اور برطانیہ نے چین کو دبو پنے کی کوشش میں جو تجارتی پاہندیاں عائد کی تھیں انہیں چینی قیادت نے یہ جوش قلم مسزد کر دیا ہے۔ برطانیہ کے وزیر اعظم بورس جانسون چین کے معاملے میں کچھ زیادہ جذبائی دیتے ہیں۔ چینی قیادت بھی محسوس کرتی ہے کہ اگر وہ مطلوب تدبیک کے امکانات محدود ہوتے جا رہے ہیں۔ ۲۰۲۰ء کے آخر تک اس معاملے کو فریقین کے لیے غیر معمولی کامیابی قرار دیا جا رہا تھا۔ گراب معاملہ بگڑ چلا ہے۔

چین نے اب تک یورپی ممالک کے حوالے سے جو اتفاقات کیے ہیں وہ کارگر ثابت ہوئے ہیں کیونکہ برطانیہ، فرانس اور جرمی کو محسوس ہوا ہے کہ انہیں خطرناک حالات و

روسیوں اور مینہوں کو حقیقی منزل بنا لیا جائے۔ میڈیا کے مخاپر لڑائی تحریر کرنے کی تجویز کو راستہ باہر ہا ہے۔ امریکا اور روس کے درمیان یہ رائی پیغمبادت سے جاری ہے گر اس میں وہ تحریز تھیں آئی جس کے بارے میں لوگ سوچ رہے تھے۔ اب ایسا لگتا ہے کہ امریکی قیادت نے سوچل میڈیا کے ذریعے کچھ کرنے کی خالی ہے۔ آثار اس بات کے ہیں کہ روی صدر والادیتیر بیوٹن اور آن کے رفقاء کارکو بطور خاص شناختے پر لیا جائے گا تا کہ ایسے بیانیے تیار کیے جائیں جن کا ایسے ایجنسیس کی امریکا میں آمد روکی گئی، جو اہم شخصیات پر مقصود روس کو زیادہ سے زیادہ جاری ثابت کرتا ہو۔ یہ سب کچھ اس لیے ضروری سمجھا جا رہا ہے کہ اب تک بیوٹن نے میڈیا کے محاپر غیر معمولی نوعیت کی کامیابی حاصل کی ہے۔

مغرب میں میڈیا صدر شی جن پنگ کے خلاف میڈیا ہم چلانے کی بات بھی اب زور دے کر کی جا رہی ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ جن پنگ نے خالص آمرانہ انداز اختیار کر کے اپنے ہاں جمہوریت کے پنچے کی راہ بالکل مسدود کر دی ہے۔ امریکا اور پورپ چاہئے ہیں کہ جیلن میں بھی بیرونی کو کسی کو پروان چڑھنے کا موقع دیا جائے۔ شی جن پنگ نے غیر معمولی آمرانہ انداز کے ساتھ معاملات کو چالایا ہے۔ ایسے میں لازم ہو گیا ہے کہ ان کے خلاف بھی سوچل میڈیا پر طاقتور اور وسیع النیا دمکٹ چلا کی جائے۔

اب ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا پورپی یونین اور برطانیہ کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ جیلن اور روس کے خلاف میڈیا پر کوئی طاقتور ہم چلانیں۔ اب تک کے تجربے سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ان دونوں کے پاس معاملات کو ہمگتہ ہوا کیج کر بے بی سے ہاتھ ملنے کے ساوکوئی راستہ تھیں چا۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ جرمنی کو ساتھ ملائے بغیر ڈھنگ سے کچھ بھی کرنا ممکن نہیں ہو پا رہا۔

جرمنی کا معاملہ یہ ہے کہ اس کی تمام انتہائی محنت پار پڑی جاتے اور کوئی بھی ایسا لقدم اٹھانے سے گریز کیا جائے جو براہ راست تصادم کی طرف لے جاتا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پورپی یونین اور برطانیہ کو فی الحال جرمنی سے روس اور جیلن کے خلاف کچھ خاص مد نہیں مل سکتی۔ برطانیہ اور باقی پورپ کی طرح جرمنی کو بھی اپنے معاشری معاملات عزیز ہیں۔ وہ جیلن کے خلاف ایسا کچھ بھی نہیں کرنا چاہتا جس سے برآمدات متاثر ہوں اور رسم ایکاری کا گراف گرے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶

کا گلگ اور تائیوان کے حوالے سے اس نے جو روایا اختیار کیا ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اب کسی بھی سطح پر باضابطہ رائی کا جھنپٹ قول کرنے کے لیے بھی تیار ہے۔

بہت سے ممالک میں ممکنہ کی تو انہیں اب چنی باشندوں پر اطلاق پذیر ہوتے ہیں۔ ان تو انہیں کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور دیگر جرمات کی بنیاد پر جیلن اور روس کی پانڈیدیہ شخصیات کو خارجی ممالک میں واپس ہونے سے روکا جائے۔ ان تو انہیں ہی کی مدد سے روی صدر بیوٹن کے ایسے ایجنسیس کی امریکا میں آمد روکی گئی، جو اہم شخصیات پر قاتلانہ حملے کرنا چاہتے تھے۔ بھی معاملہ برطانیہ کا بھی تھا۔

ایک اہم سوال یہ ہے کہ اس طرح کے اقدامات سے

مغربی یونین کا کچھ بھلا ہو گا یا جیلن کو کچھ نقصان پہنچ سکے گا۔ اب تک تو یہی ثابت ہوا ہے کہ ایسے اقدامات محض نمائش نویت کے ہیں۔ نیکا گلگ میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں کے الزام کی بنیاد پر جیلن کیونٹ پارٹی کے جن چار مچلے درجے کے عہدیہ اروں پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں اُن اُن کے مغرب میں اٹاٹے ہیں ندوہ مغربی اوروں سے کسی طرح کا کاروباری لین دین کرتے ہیں۔ دوسری طرف برطانوی وزیر اعظم نے نیکا گلگ کے کیونٹ پارٹی چیف جیلن کو انگوکے خلاف پابندیاں عائد کرنے سے گریز کیا ہے جبکہ امریکا چاہتا ہے کہ جیلن کو انگوکے خلاف اقدامات کیے جائیں۔

پورپ کے لیے ایجنسیس ہی ایجنسیس ہیں۔ برطانیہ،

فرانس، جرمنی اور دیگر پورپی طاقتیں تھیں کاشکار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جیلن اب اُن کے لیے امریکا سے بڑی منڈی ہے۔ ایکسویں صدی میں جرمنی کے دو چانسلر گیرہارڈ شرودر اور بدنه گل امریکل نے جمہوریت کو فروغ دینے کے لیے برلن نظام کے بڑے آئینے میں کو جیلن اور روس کے لیے برآمدات بڑھانے کے آئینے میں پر قربان کر دیا ہے۔

پولینڈ کے سابق وزیر خارجہ اور سابق وزیر دفاع رادیک سکورسکی نے، جواب پارلیمان کے رکن ہیں، حال ہی میں ایک مقالہ شائع کیا ہے، جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ پورپی یونین کے جیلن کی جانب سے چالائی جانبے والی غلط بیانی کی ہم اور سلطہ کیے جانے والے میاںشون کے خلاف شدید مراجحت کرنی چاہیے۔

رادیک سکورسکی کا شمار پورپ کے ان قانون سازوں میں ہوتا ہے جو خاچہ پالیسی اور جیلن سے تعلقات کے حوالے سے غیر معمولی بے باکی پر بینی خیلات کے حوال میں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ پورپی یونین کے کمیشن نے ۲۰۱۹ء میں جیلن کو مختلف معافی مفادات کا حامل ملک ہونے کے باوجود ایک ممکنہ اچحاش اسٹرکٹ وار ترار دینے سے متعلق جو موقف اپنایا تھا وہ اب فرسودہ ہو چکا ہے اور جیلن کو ایک لکھڑھنے کے طور پر لیا چاہیے۔

مغربی یونین کی پالیسی میں رونما ہونے والی تبدیلوں پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے خیال میں جیلن دھیرے دھیرے اپنی پالیسیوں میں اسی تبدیلوں لارہا ہے جنہیں کسی بھی طور قول نہیں کیا جاسکتا۔ وہ کسی بھی معاملے میں بچھے نہیں کو تیار نہیں۔ اس کی بھرپور کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طور معاشری معاملات میں زیادہ سے زیادہ مفادات تھیں بنا نے کی راواپنی کی جائے۔ وہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے حوالے سے پورپ اور امریکا کی تھیڈ کو اب لاکتی توجہ نہیں سمجھتا۔ ہاگ

بھارت کا مغرب کے ساتھ رومانس

C. Raja Mohan

بیوین کا خاتمہ بھی ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں نئی دہلی اور واشنگٹن کے درمیان تعلقات کی تجدید کے لیے بیواد فراہم ہو گئی۔ لیکن جب ۱۹۹۰ء کی دہائی میں تجارتی اور باہمی تعلقات گھرے ہونے لگے تو واشنگٹن کی کشمیر کے بارے میں سرگرمیوں اور مغرب کی بھارت کو اٹھی تھیاروں سے دور رکھنے کی بے تابی نے نئی دہلی کو پریشان کر دیا۔ اندر ورنی اضطراب اور کمزور اتحادی حکومتوں کے درمیان نئی دہلی ماں کو اور یہاں کے ساتھ اسٹریٹجی ملٹیٹ میں شامل ہو گیا، جس میں بر ایل ایل اور جنوبی افریقا کو شامل کر کے رکس فورم تکمیل دیا گیا۔ امریکی صدر جارج ڈبلیو بیش نے ۲۰۰۰ء کی دہائی میں کشمیر پالیسی میں تبدیلی، نئی دہلی اور اسلام آباد سے تعلقات کو الگ رکھنا اور جو ہری تھیاروں کے عدم پچھاؤ اور نظر انداز کر کے بھارت کے بارے میں امریکی پالیسی میں انتقامی تبدیلی کر دی۔ بیش نے تسلیم کیا کہ ایشیا میں طاقت کے مستلزم تو ازان کے لیے بھارت بہت اہم ہے، کیونکہ جنین تیزی کے ساتھ پورے ایشیا پر چھڑا رہا ہے۔ لیکن جب واشنگٹن نئی دہلی کے ساتھ تعلقات میں تبدیلی کے لیے تیار تھا تو بھارت خود اعتمادی میں کمی کی وجہ سے کوئی قدم نہیں اٹھا سکا۔ حالانکہ ۱۹۹۸ء میں بھارتی سے کوئی حکومتی ایجاد نہیں کی گئی اور ایشیا اور عالمی اپارٹمنٹ کے اصول پر دوبارہ عمل شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب ۲۰۰۸ء کے بعد بھارت اور جنین کشیدگی میں اضافہ ہوا اور عالمی مالیاتی بحران نے چینی قیادت کو یقینی ولادیا کا امریکا کا زوال پنپر ہے تو یہاں کے خلاف سوویت پوینس سے بھی زیادہ ووٹ دیے نئی واجپائی کے جانشینی میں ہو ہیں ٹکھتا تھا۔

واجپائی کے جانشینی میں ہو ہیں ٹکھنے ایک بار پھر غیر وابستہ اتحاد کو محال کرتے ہوئے امریکا سے فاصلہ اختیار کیا اور اسٹریٹجی خود مفتری کے اصول پر دوبارہ عمل شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب ۲۰۰۸ء کے بعد بھارت اور جنین کشیدگی میں اضافہ ہوا اور عالمی مالیاتی بحران نے چینی قیادت کو یقینی ولادیا کا امریکا کا زوال پنپر ہے تو یہاں کے خلاف سوویت پوینس سے بھی زیادہ ووٹ دیے نئی اندراپردی۔ پھر بھی نئی موہن ٹکھنے ایک بار پھر غیر وابستہ اتحاد کو محال کرتے ہوئے امریکا کی مخالفت جاری رکھی۔ ۲۰۱۲ء میں وزیر اعظم بننے کے بعد نیز درودی نے واشنگٹن کے ساتھ گھری شراکت داری کے لیے نئی دہلی کی پالیسی کو تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے امریکی کانگریس سے ۲۰۱۲ء کے خطاب میں کہا تھا کہ امریکا سے شراکت داری کے لیے بھارت کی تاریخی پچھلچاہت ختم ہو چکی ہے۔ درحقیقت کہ امریکا اور اس کے اتحادیوں کے دوران بھارت کے میان القوائی تعلقات کی کہانی میں امریکا اور مغرب سے تعاون ایک سمت ہے لیکن مستقل عمل رہا ہے۔ کواؤ سربرائی ایجادی اجلاس میں صرف اس لمحے پر چک کا خاتمہ ہے، بلکہ ایک احمد قدم بھی ہے۔

غیری آئیز اتحاد بہت مضبوط ہے اور اس بات کا امکان کم ہی ہے کہ بھارت نویں اس کا حصہ بن جائے، مگر فائیو آئیز ممالک اور بھارت کی اتنی جس اسٹریٹجی خود کے درمیان مکمل تعاون کا امکان موجود ہے۔

حقیقت میں مغربی اور ایل ایل اور جنوبی ایلی بات نہیں ہے۔ بھارت نے ۱۹۷۲ء میں برطانیہ کی ریاستی قیادت دولت منتری کے شمولیت اختیار کی تھی۔ لیکن بھارت کے پہلے وزیر اعظم جو اہر لال نہرو نے لیٹنی بتایا کہ کسی بھی سیکورٹی کروار کی حالت عالمی اور علاقوائی تنظیم میں شامل نہیں ہوا جائے۔ غیر وابستہ ملک ہونے کی حیثیت سے کسی بھی فوجی اتحاد میں شمولیت بھارتی پالیسی کا اہم ترین کیتھا۔ ۱۹۵۰ء کی دہائی کے آخر میں جنین کے ساتھ وہ تو کی پالیسی میں ناکامی کے بعد نہرو اور امریکا کا رکھ کیا۔ جنین کے ساتھ طویل سرحدی کشیدگی اور ملک ہو رہا ہے۔ کواؤ اور مغربی تنظیم نہیں جس سے بھارت جلد وابستہ ہو گیا، بلکہ نئی دہلی اگلے دنوں میں وسیع پیمانے پر مغربی فورمز میں شامل ہونے جا رہا ہے، جس میں جی سین اور فائیو آئیز شامل ہیں۔ برطانیہ نے بھارت کو دوسرے غیر رکن ممالک آئریلیا اور جنوبی کویا کے ساتھ موت گرامیں لندن میں جی سین اجلاس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ اگرچہ بھارت کوئی رسول سے جی سین کے چلی سٹھ کے اجلاسوں میں مدعو کیا جاتا رہا ہے، لیکن انہن اجلاس سے توقع ہے کہ ”ڈیوکری گروپ آف نین“ کے قیام میں مدد سکتی ہے۔ واشنگٹن جنین پر مغربی احصار کرنے کے لیے امریکا کے زیر قیادت جنکنالوچی اتحاد قائم کرنے کے مختلف منصوبے رکھتا ہے۔ اس حوالے سے کواؤ سربرائی اجلاس میں دو باتوں پر اتفاق کیا گیا، ایک حاس جنکنالوچی پر ورگنگ گروپ قائم کرنا اور دوسری جنوبی مشرقی ایشیا کو وکیسین کی فریہی کا اقدام، جس میں بھارت کو رکزی کروار دیا گیا۔

یہ بھارت کی وکیسین جنکنالوچی میں مہارت اور اس کی امریکا اور اس کے اتحادیوں کو وکیسین فرائی کی صلاحیت پر اعتماد کا اظہار ہے۔ اکتوبر ۲۰۲۰ء میں بھارت نے جاپان، امریکا کنینڈا، برطانیہ، آئریلیا اور نیوزی لینڈ کے سراہا اتنی جن شیئر ملک انس کے فائیو آئیز اجلاس میں بھی شرکت کی، جس میں قانون نافذ کرنے والے ادaroں کو واٹ ایپ اور ٹیلی گرام کی خفیہ مواصلات تک رسائی کے طریقوں پر گفتگو کی

دارکی حیثیت سے دوبارہ سامنے آ سکتا ہے۔ اس وقت بہت مضبوط بھارت امریکا اور اس کے اتحادیوں سے بات چیز کر رہا ہے۔
(ترجمہ: سید طالوت فخر)

"India Romances the West".
("Foreign Policy". March 19, 2021)

بقیہ: اصلاح معاشرہ اور سوشنل نجیمیر نگ

دیگر مختلف شکلوں میں جو عالمی تحریکیں مسلم سماجوں میں کام کر رہی ہیں ان کا طریقہ بھی ہے۔ اس کے برخلاف ہماری اصلاحی تحریکیں نصرف غیر منظوم اور غیر منصوبہ ہندوتوں میں بلکہ زیادہ تر یک طرفہ مواصلات (one way communication) تک محدود ہوتی ہیں، یعنی تقریر و شرپکر کے ذریعے اپنی بات یہاں کر دینا کافی سمجھا جاتا ہے۔ اور پر کی عبارتوں میں جس استدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس کے بعد اس کے متانج کی روشنی میں ترجیحات طے کر کے اور ایک بہتر منصوبہ بنانے کے وجہ کرنے اور برائی کے خاتمے تک اس کا مسلسل تعاقب کرنے کا نام دراصل اصلاحی تحریک ہے۔

تحریک اسلامی کو اس محاذے میں پیش قدمی کرنی چاہیے۔ یہ بات تحریک کی فکری اساسیات میں شامل ہے کام اسلام اور بالمرکوف اور جنی عن الحنف کا کام کریں گے اور ان امور پر توجہات کو مرکوز کریں گے جو امت میں تشقیع ہیں اور ان کو بنیاد بنا کر سماج میں اصلاح کی کوشش کریں گے نیز یہ کہ ترجیحات کا جو بگارا امت میں پیدا ہو گیا ہے اسے دور کر کے اصل مذکرات اور بڑی برائیوں کے خاتمے پر توجہ دیں گے۔ اپنے اس واضح فکر کی وجہ سے، اور جدید علم و فنون اور وسائل کے استعمال میں وسعت نظری اور پیش قدمی کی صلاحیت کی وجہ سے تحریک اسلامی، آسانی سے سوشنل نجیمیر نگ کے ترقی یا فتوح طریقوں کو منصوبہ بند طریقے سے سماجی تبدیلی کے لیے استعمال کر سکتی ہے اور سماج میں بہت تبدیلی لانے کے ساتھ ساتھ ان قتوں کا بھی دفاع کر سکتی ہے جو سوشنل نجیمیر نگ کے ذریعے مسلم سماج میں طرح طرح کے بگار پیدا کرنے کے لیے کوشان ہیں۔ اس کام کے لیے مصلحتیں کو جدید سماجیات اور سماجیاتی طریقوں کو کاچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔

سوشنل نجیمیر نگ کے ان مباحثت کی روشنی میں، اصلاحی تحریکوں کا مطلوب طریقہ کیا ہوتا چاہیے، اور کون ذراائع کو کن طریقوں سے استعمال کرنا چاہیے، ان سوالات کو ہم اگلے شمارے میں زیر بحث لائیں گے۔ ان شاہزادہ۔

(حوالہ: ناہانہ "زندگی کی روشنی" دہلی شمارہ کمپ اپیل)

اسٹریٹجیک خل کا مظاہرہ کیا۔ یا یہاں اب اسی میراث کا آگے لے کر چلنے کے لیے پُر عزم نظر آتے ہیں۔ اگرچہ دہلی اور واشنگٹن دونوں انکاری ہیں کہ واڈیا ایک فوجی اتحاد ہے، لیکن یقین طور پر یہ اتحاد بھارت کو مغرب کے ساتھ سیکورٹی اتحاد میں بہت آگے تک لے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگرچہ بھارت نے ۱۹۷۱ء میں سوویت یونین کے ساتھ ایک اتحاد کے معاهدے پر مختکل کیے تھے، لیکن بگادائیش کی پاکستان سے علیحدگی اور بھارت کے خاتمے کے بعد وہ اس اتحاد سے پیچھے ہٹ گیا۔ اگر بھارت ایک لمحے کے لیے اتحادوں میں شمولیت سے انکار کر بھی دیتا ہے تو بھی مختلف مغربی ممالک کے ساتھ تعلقات بہتر بنانا بہت نیزی میں منوع نہیں ہے۔

بھارت امریکا کے ساتھ تعلقات کے علاوہ مودی نے دولت مشترک کے ساتھ اسٹریٹجیک تعلقات کو بحال کیا، یورپی یونین کے ساتھ تعلقات کو محفوظ کیا، یورپ کے کثیر اہمیتی اتحادوں میں شمولیت اختیار کی۔ انہوں نے بھارت کو ماحولیاتی تہذیبی کے حوالے سے مل کا حصہ بنانے کی کوشش کی۔ عالمی انٹرنیٹ گروپ میں کثیر اسٹریک ہولڈر کی پالیسی کی حمایت کی۔ فرانس کے ساتھ عالمی امنی اتحاد، براکانیل اور بھرہند میں شراکت واری کا آغاز کیا اور اس کو مزید محفوظ بنانے کو تیار ہے۔ مودی کا اگلے ماہ بھارت میں برطانوی وزیر اعظم یوسف جانس سے ملاقات میں اسٹریٹجیک شراکت واری کی بنیاد رکھنے کا ارادہ ہے۔ ان میں سے ہر اقدم بھارت کی سیاسی کلاس، یوروکریپک اسٹریٹجیک شراکت اور خارجہ پالیسی کی غالب جملوں کے خلاف تھا۔

اس حوالے سے دو عوامل نے سہولت فراہم کی ہے۔ سب سے پہلے تو مغرب مختلف قوم پرست مودی کے سامنے کمزور تھے۔ یہ قوم پرست مودی کی پارٹی میں بھی موجود تھے، اس لیے ان سے نہ مٹا آسان تھا۔ مودی کا امریکا کے ساتھ تعلقات میں بہتری کا فیصلہ خالص قومی مفاد کے لیے تھا۔ دوسری اہم کردار اہل کاشش، جارج بیش، براؤک اوبا ما اور ڈنلڈ ٹرمپ کو جاتا ہے، جنہوں نے مسلسل نیز دہلی کے مغرب مختلف رہے یہ پر

باقیہ: "صلیکوں وادی" کا مستقبل اور کرونا وائرس ان سب حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ایک لکھاری ایشلی ونس (Ashlee Vance) نے ایلن مک سے مصنوعی ذہانت کے بارے میں سوال کیا، جس کے جواب میں ایلن مک نے کہا کہ اس کا بانی لیری پیج (Larry Page) ان کا دوست اور اچھی شہرت کا حامل اشارہ ہے۔ مگر مصنوعی ذہانت ایک خطرناک سکھی بھی تابت ہو سکتا ہے۔ آپ سمجھیں کہ اگر لیری پیج نے کسی علطا، خام خیال، تجسس یا تحریقی وحادثاتی طور پر کچھ ایسا تخلیق کر ڈالا جو انسانیت کی تباہی اور بر بادی کا باعث ہن جائے تو۔۔۔ احضرت انسان کا مستقبل کیا ہو گا؟

(hilal.gov.pk)



”سلیکون وادی“ کا مستقبل اور کورونا و ارس

صائمہ تول

دنیا بھر کے لیے ایک ترقیٰ کی اور تحقیقی سیاحت کا مرکز ہے۔

مذکورہ نامی گرامی سلیکون وادی جو ۱۹۹۰ء میں ماڈلی،

محاذی اور خوبی کی تحقیق کی ایک مثال تھی۔ اپریل ۲۰۰۰ء میں سے دس سال کے عرصے میں ڈرامائی تغیری کی طرف جانے لگی۔ اس مصنوعی فہانت کی دنیا میں زمین کے تاجروں اور رہنمائی اسٹیٹ (Real Estate) نے کیلیفورنیا کو انہائی مہنگا اور بھیڑ سے بھر پور علاقہ بنایا۔ جس سے خوفناک زیفک اور ماحولیاتی آلووگی نے وادی کا چہرہ کملادیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ڈاٹ کام (Dot Com) کاروبار تباہ ہونے لگے۔ مگر تحقیق اداروں نے اس وادی کی ساکھوں کو برقرار رکھا۔ ۲۰۰۲ء وال سڑبیٹ کے رسائل میں شائع کردہ ایک تحقیق کے مطابق میں میں سے تقریباً امارہ ایجادوں کے مقامات کیلیفورنیا میں ہیں۔

ان بارہ میں سے دس سلیکون وادی میں ہیں!! امریکی شاک

اکچیچ کی تحقیق درست تھی مگر دنیا بھر نے دیکھا کہ کیلیفورنیا میں رہائشی اور تجارتی علاقوں میں زمین کی قیمت آسمان کو چھوڑتی تھی اور ٹکس کی شرح آمدن کی شرح سے مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے ناقابل ادائیگی تھی۔ جس سے سلیکون وادی کا نصف کاروبار بلکہ ملازamt بھی بہت مہنگی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ کئی ایک مسائل مثلاً ناقص منصوبہ بندی، مارکیٹنگ کے غیر حقیقی اہداف اور بیان بازی اور ناقابل سرمایہ کاری نے ۲۰۲۰ء تک سلیکون وادی کا نقشہ بدلت دیا۔ سال ۲۰۲۰ء ہی میں اوریکل اور ایک پیپل (Oracle and H.P.)

سلیکون وادی کی وجہ تیریہ یہ ہے کہ ۱۸۹۳ء میں قائم کی جانے والی تحقیق یونیورسٹی کیلیفورنیا کے تاجر ہیں جو یقیناً آخری ثابت کی ایک تحقیق پر وکام جس میں کپیٹر کی ایک دھاتی اور نامیاتی چیز سلیکون پر تجوہات کے صراحت ۱۹۴۷ء کے سال میں پہنچے اور تمام اقسام کے کپیٹر میں ایک ضروری چیز ہے چپ (Chip) کہتے ہیں، کو کامیابی سے بنانے کے بعد اس میں دھاتی اور نامیاتی سائنسی تبلیغیں کرنے پر اس کا نام سلیکون ولی یوائی اسے ہے۔

سلیکون ولی کی ایک معماشی خساروں اور تغیری کے سالوں ہی میں فریزر گگ پروفیسر فریزر ڈمن (Frederick Terman) نے طالب علموں کے لیے ملازمت کے موقع مہیا کرنے کے لیے بنائی، جو ۱۹۹۰ء سے ۲۰۱۳ء تک تقریباً پانی سوچ کے حامل لوگوں نے کی جگہ بن گئی اور اب تک ۲۰۱۹ء (کورونا و ارس سے پہلے) سیستہ نیوپارک ہی میں ہے اور مستقبل قریب میں اس کی بھرت کی کوئی خربیا منصوبہ سامنے جایا ہے اور کیلیفورنیا انہیں مالی غنیمت سمجھ رہا ہے۔

تاریخِ محترم! وہا کے شدید دباؤ، پھیلاو، تاہرتو رکھلوں اور تباہی کے سال میں ایک چیز مسلسل منافع کا باعث نہیں اور وہ ہے انٹرنیٹ اور انٹرنیٹ کی نہاد پر کھڑی تجارت، جس کوئی بھر تھسان نہ ہوا بلکہ دنیا بھر میں گھر میں مقید (لائک ڈاؤن) انسانوں میں رابطے کا ایک واحد راستہ جو باقی رہا وہ انٹرنیٹ ہے۔ دیوبیکل کپنیاں آئے روزتہ نئی تجارتیں سے خوف اور غیر تلقینی حالات سے دوچار انسان کے جواں کو تابو کرنے میں صروف رہیں اور بہت حد تک نفسیاتی اور احساساتی بطب کو حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوئیں۔ دنیا میں اسے اٹھ کر فضا (آئان لائک) میں متعلق ہو گئی۔ کاروبار زمین بوس اور کئی انسان بے کار اور نوکری سے فارغ ہوئے۔ ایمیر کیپر مالک مرنخ اور زبرہ سیاروں میں جگہ خوبی نے کی سوچ میں ہیں اور غربہ بکڑو معاشی اور علمی طور پر لاغر قوتیں بحالتِ بجوری یا دیکھا کبھی فضا میں زیادہ دریٹک متعلق نہ رکھ سکیں۔ سیاروں تک چھلانگ لگانے کی کوئی علمی اور شعوری طاقت نہ رکھ سکیں تو انجام کیا ہو گا؟ واپس پھر وہی آلوہہ زمین پر اپنے حیات یا موت۔؟

مہنگی رہائش اور ناقابل برداشت سفری اخراجات اور وقت کے خیال سے نچھے کے لیے امریکی حکومت نے گھر سے کام (Work From Home) کرنے کا قانون نانڈ کر دیا، جس سے ایک بار پھرنا خوندہ اور انٹرنیٹ کی غیر موجودگی اور غیر معیاری تسلیل نے غریب ملکوں اور علاقوں کو متاثر کیا۔ موٹانا (Montana) نیو جرسی (New Jersey) امریکا کے ایسی کمائی کر لی کہ کئی ایک نے ٹکنالوژی کے کاروبار میں اپنے ہیں۔ اسی طرح فلوریڈا میں بھی ماحول ہے جو سلیکون وادی کے لگا دی اور یہ کپنیوں کو خاطر میں نہ لانے کا تتمم بندوبست کر لیا جس کا توڑا ایک بار پھر امریکا ہی میں شیٹ اگم لیکس کا نہ ہونا چیز تکساں اور میاں نے بڑے چیزیں یہ کہ بہت ساری نامی گرامی کپنیاں اپنی ورکشاپ میاں میں بنا رہی ہیں۔ اسی طرح فلوریڈا میں بھی ماحول ہے جو سلیکون وادی کے لگا دی اور یہ کپنیوں کو خاطر میں نہ لانے کا تتمم بندوبست کر لیا جس کا توڑا ایک بار پھر امریکا ہی میں شیٹ اگم لیکس کا نہ ہونا چیز تکساں اور میاں نے بڑے چیزیں کہ ایک فائٹ شہر ہے جو اپنے کارگزاروں، کارندوں اور سرمایہ میں انجینئرنگ پروفسر فریزر ڈمن (Frederick Terman) نے طالب علموں کے لیے ملازمت کے موقع مہیا کرنے کے لیے بنائی، جو ۱۹۹۰ء سے ۲۰۱۳ء تک تقریباً پانی سوچ کے حامل لوگوں نے کی جگہ بن گئی اور اب تک ۲۰۱۹ء (کورونا و ارس سے پہلے)

ڈالنک تھی جائے گی۔ دنیا بھر میں ۲ امین پچھے باقاعدہ کلاس روم کی پابندی سے آزاد ہیں اور کوئی حقیقتی اوارے بھی اس طریقہ کار کی طرف داری کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بہت سارے حقیقی مواد آن لائن موجود ہے جو کم وقت میں صارف کمیسر ہے۔ یہ سے سرمایہ کار اپنامال آن لائن تعلیم میں لگا رہے ہیں جیسے لرنگ کچ ایپ (Language App)، ورچوئل ٹیور (Virtual Tutor) یا ویڈیو کانفرنس کا کوئی آلہ (Tool) کو ۱۹ کے سبب درپرداز تعلیم، طب، سیاحت، فلم، خرید اوری، کھانا پیا، فشن اور تفریخ سب کچھ آن لائن آپکا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۳

جنوں کے ضیاء اور نیکنالوجی کی بڑی شفت زمین پر بہت سی تبدیلیوں کا باعث بنی اور حال ہی میں امریکا کے بڑے بڑے سرمایہ کارچیے لیری ہلیسن (Larry Ellison) اور ڈریو ہوٹن (Drew Houston) کی تعداد میں ہیں، مستقل طور پر دور راز کے علاقوں سے کام کرنے کی سہولت دے رکھی ہے۔ ۲۰۲۱ء کے شروع ہی میں تقریباً ۸۰۰۰ اکپنیاں کیلیفونیا سے سدھا رکھیں۔ حالیہ سروے کے مطابق ایک اکپنیوں کے کارندوں میں ہر تین میں سے دو گھر میں کام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ امریکا کے نئے پر اپنے والی سلیکون وادی مسلسل تجزیٰ و تجزیٰ کا شکار ہے۔ کورونا وائرس کو ۲۰۱۹ء کے تحت بے شمار انسانی

ہو گی۔ جب کہ امریکا خلیجی ممالک میں اپنی موجودگی برقرار رکھے گا۔ باقی دن کی قیادت میں امریکا دنیا بھر میں اپنی افواج کی موجودگی کے حوالے سے ازسرنو اپنی منصوبہ بندی کرے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکا اپنی تزویری امن صوبہ بندی کے تحت اٹھوپیک خلطے میں اپنا اثر و سوخ بڑھانے گا۔ یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ باقی دن کے قیادت میں اپنی کے حوالے سے امریکا کی سابقہ پالیسی میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئے گی۔ امریکا دیگر ممالک کے ساتھ شراکت اور تعاون کو جیلن کے تناظر میں ترتیب دے گا اور خلیجی ممالک میں اپنی غیر معنوی توجہ اور موجودگی کو برقرار رکھے گا۔ تاہم امریکا دنیا بھر میں اپنی عُکسی صفت بندی کے حوالے سے کچھ تبدیلیاں کر سکتا ہے۔

باقی دن اپنی انتخابی سرگرمیوں کے دوران بھی زور دہارا ہے کہ جیلن کے بڑھتے ہوئے اثر و سوخ کو روکنا ضروری ہے۔ خلیجی قیادت امریکا کے دیگر ممالک کے ساتھ مکمل اتحاد اور شراکت کے حوالے سے اضطراب کا شکار ہیں۔ لگتا ہے کہ خلیجی ممالک اپنے اقتصادی اور معاشری مفادات کے پیش نظر جیلن کے خلاف امریکا کی صفت بندی میں شمولیت سے احتساب کریں گے۔

خلیجی ممالک کو اس بات کا اوراک ہو گیا ہے کہ انہیں اپنی ذور سی تزویری امن صوبہ بندی، خلطے میں استحکام اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے امریکا کے ساتھ ساتھ دیگر ممالک فرانس، روس، بھارت، اسرائیل، یونان اور برطانیہ کے ساتھ تعلقات استوار کرنا بھی ضروری ہے۔

(ترجمہ: محمد الحق صدیقی)

"The coming China US cold war: The view from Gulf". ("mei.edu". March 15, 2021)



یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ امریکا اور جیلن دونوں، تیل کی ضروریات کے لیے خلیجی ممالک کے وسائل پر اعتماد کرنے پر جبوہ ہیں۔ وہا کی صورتحال سے پہلے جیلن نے اپنی ضرورت کا فیصد تیل خلیجی ممالک سے حاصل کیا۔ می ۲۰۲۱ء میں سعودی عرب نے اپنے تیل کا تین تہائی حصہ صرف جیلن کو دہ آمد کیا۔ اسی طرح عراق نے بھی تیل کا ایک بڑا حصہ جیلن کو دہ آمد کیا تھا۔ اپنی معاشری ضرورت کے تناظر میں خلیجی ممالک کے لیے جیلن کے ساتھ تعلقات ضروری ہیں۔ خاص طور پر موجودہ معاشری صورتحال اور عدم استحکام میں ان تعلقات کی اہمیت اور بڑی وجہ تھی ہے۔

اس وقت امریکا اور جیلن کے درمیان تازع کی ایک اہم ہو ہے جی نیٹ ورک ہے۔ ٹرمپ کی حکومت نے اپنے ۵۳ Clean Network Initiative(CNI) کا آغاز کیا تھا، جس کا مقصد جیلن کو نیکنالوجی ترقی اور اثر و سوخ کو روکنا تھا۔ اس حوالے سے امریکا نے اسرا میل پر بھی زور دیتا تھا کہ جیلن کے نیکنالوجی وسائل کے استعمال سے احتساب کرے۔ امریکا اپنے اتحادیوں کو جیلن کے خلاف نیکنالوجی تیار کرنے کے بعد اب خلیجی ممالک پر اس حوالے سے دباؤ بڑھانے کی تیاری کر رہا ہے۔

کوہیت میں موجود چینی سفارت کا اور امریکی اہم منصب کے درمیان ٹوٹر بیگام کے تادلے کو امریکا اور جیلن کے درمیان جاری سرد جنگ کے وسیع تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ امریکا کو اب اپنی پالیسی جیلن کے تناظر میں ترتیب دینا

تمیں آیا، جبکہ ملک میں تقریباً ۱۳۵۰۰ لوگ کیلیفونیا سے بھرست کر گئے ہیں۔ جس میں ڈریپ بیکس (Drop Box)، ٹوٹر اور فیس بک بھی اکپنیوں نے اپنے ملار میں کو جو کل اکھوں کی تعداد میں ہیں، مستقل طور پر دور راز کے علاقوں سے کام کرنے کی سہولت دے رکھی ہے۔ ۲۰۲۱ء کے شروع ہی میں تقریباً ۸۰۰۰ اکپنیاں کیلیفونیا سے سدھا رکھیں۔ حالیہ سروے کے مطابق ایک اکپنیوں کے کارندوں میں ہر تین میں سے دو گھر میں کام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ امریکا کے نئے پر اپنے والی سلیکون وادی مسلسل تجزیٰ و تجزیٰ کا شکار ہے۔ کورونا وائرس کو ۲۰۱۹ء کے تحت بے شمار انسانی

خلیج امریکا تعلقات نئے دورا ہے پر...!

محمد سلیمان

دنیا بھر کی قیادت اس وقت جیلن اور امریکا کے درمیان ہونے والی مکمل سرد جنگ کے حوالے سے اپنی اپنی اسٹریٹجی ترتیب دے رہی ہے۔ اس صورتحال میں خلیجی ممالک بھی ان دو عالمی طاقتلوں کے حوالے سے خلطے میں اپنے مختلف مقاصد اور ترجمجات کو سامنے رکھتے ہوئے حکمت عملی طے کر رہے ہیں، انہیں بخوبی اندازہ ہے کہ اس صورتحال میں ڈریپ اسٹریٹلٹی کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑ سکتی ہے۔ ان دونوں عالمی طاقتلوں کے درمیان سرد جنگ میں خلیجی تعاون کوںس کا کردار دیگر ممالک سے زیادہ اہم ہے۔ امریکا ۱۹۹۱ء کی خلیج جنگ سے ان ممالک کی سیکورٹی کے معاملات میں براہ راست شامل ہے۔ ان ممالک کو امریکی افواج کی موجودگی کے لیے کیش سرمایہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ قطر، بحرین، تحدہ عرب امارات، کویت، عراق، سعودی عرب میں امریکا نے اپنے مضبوط پنج گاڑے ہوئے ہیں۔ اس طرح ان ممالک میں امریکا اپنیا گہر اثر و سوخ رکھتا ہے۔

امریکی پالیسی کی ناکامی کی بازگشت کے باوجود باقی دن اتفاقیہ، اسرا میل، تحدہ عرب امارات اور بحرین کے درمیان تعلقات کو محال کرنے میں کامیاب ہوئی۔ امریکی کوششوں سے سعودی عرب اور اسرا میل تعلقات میں بھی بہتری آئی ہے۔ امریکا نے اپنی تزویری امنی حکمت عملی سے قطر، سعودی عرب، تحدہ عرب امارات، مصر اور بحرین کے مابین جاری سرد جنگ کو اسن اور اعتماد کی نصایتی کامیابی سے تبدیل کر لیا ہے۔

”حراک تحریک“ کی کامیابی؟

الجیریا، انتخابات کی جانب پیش رفت

کی وجہ سے نہ ہو سکے تھے، کوڈا ایک الگ بھر جان ہے جس کا الجیریا کو سامنا ہے۔ اس برس کے آغاز میں صدر عبدالجید نے ایک اور آئینہ ترمیم پر دستخط کر کے اسے قانونی ثیہت دی۔ اس ترمیم میں ایک شخص کو صدر کے عہدے کے لیے درستہ بہ

سے زیادہ منتخب نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کے ساتھ صدر کے اختیارات میں بھی کمی کی گئی ہے۔ بہت سے انتظامی اختیارات اب وزیر اعظم کو دے دیے گئے ہیں، جو کہ پہلے صدر کے پاس تھے۔ یہ ملک میں چھ عشروں سے قائم فوجی حمایت یافتہ صدارتی نظام میں آنے والی بڑی تبدیلیاں ہیں جس میں اختیارات وزیر اعظم کو قفل کیے جائے ہیں۔

آنندہ ہونے والے انتخابات، وہ جب بھی ہوں، میں وونگ کا تابع نہ صرف صدر عبدالجید کی اصلاحات اور پالیسیوں بلکہ خود ان کے اپنے عہدے کے لیے ریفرم ٹائم ثابت ہو گا۔ صدر عبدالجید اس وقت صدر منتخب ہوئے تھے جب سب سیاسی جماعتوں نے انتخابات کا بایکات کیا تھا، اس لیے اس وقت یہ عام تاثر تھا کہ انتخابات میں صرف دھوکا دیا جا رہا ہے۔ ان کے دور میں ہونے والے عام انتخابات میں اگر وونگ کا تابع بہتر ہتا ہے تو یہ ان کے سیاسی قد میں اضافے کا باعث بنے گا۔

۲۰۱۹ء کے صدارتی انتخابات، جس میں صدر عبدالجید نے فتح حاصل کی تھی، میں ووٹ ڈالنے کا تابع تاریخی طور پر کم رہا تھا، صرف ۴۰ فیصد ووٹروں نے اپنے ووٹ ڈالے تھے۔ ایک اندازے کے مطابق ہر دس ووٹروں میں سے صرف چار ووٹروں نے اپنی رائے کا استعمال کیا تھا۔ ماضی کی طرح اب بھی ملک میں احتجاجی مظاہرے جاری ہیں۔ حراک تحریک کا دریہ مطالبه یہ ہے کہ اس سیاسی نظام کی مکمل اصلاح کی جائے اور الجیریا کی آزادی یعنی ۱۹۶۲ء سے لے کر اب تک جو سیاسی و فوجی اشرافیہ اس ملک پر قابل ہے اس سے جان چھڑائی جائے۔

صدر عبدالجید نے اپنے انتخاب کے وقت عوام سے یہ وعدے کیے تھے کہ وہ ۳۰ سال سے کم عمر نوجوانوں کے لیے ملازمت کے ہر پور موقوع فرماہ کریں گے۔ یہ نوجوان ملک کی آبادی کا بچپاس فیصد ہیں۔ صدر نے اپنی مدت کا پہلا سال کو رونا ہو جانے کی وجہ سے اپنال کے چکر لگاتے ہوئے گزار دیا۔ اب وہ اپنے ابتداء کی تکمیل کے لیے تیزی سے کوششیں کر رہے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۵

کے خلاف کارروائیوں کے حوالے سے کافی معروف ہیں۔ انھوں نے سابق صدر Abdelaziz Bouteflika کے ساقیوں کے خلاف سخت کارروائی کی ہے۔

صدر عبدالجید نے ۲۰۱۹ء کے انتخابات ان وحدوں کے ساتھ جیتے تھے کہ وہ نئی ایمنی تکمیل دیں گے اور بد عنوانی کے خلاف جنگ کریں گے اور شفاقت اور اعتصاب کا بول بالا ہو گا۔ یہی ”حراک تحریک“ کے نیادی مطالبات تھے۔ صدر کی حیثیت سے انھوں نے اب وہ کیا ہے کہ ملک کا ایکشن کیش بیغیر کی مداخلت کے شفاقت انتخابات کروائے گا۔ نوجوانوں کا لکھی سیاست میں کردار بڑھانے کے لیے انھوں نے کہا ہے کہ وہ انتخابات میں حصہ لینے والے نوجوانوں کو پیغمبر کے لیے مالی امداد بھی دیں گے۔

اس ماہ کے آغاز میں اس انتخابی قانون کا نفاہ کر دیا گیا، جس کا طویل مدت سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ اس قانون کے تحت الجیریا کی نوجوان نسل آزادی اور با آسانی قومی انتخاب میں حصہ لے سکے گی۔ اور سیاسی اذروں سونگ اور پیسے کے استعمال کی بھی روک تھام ہو سکے گی۔

اس نئے قانون کے تحت نفرت انگیز تاریخی اور سیاسی مہم کے لیے غیر ملکی فنڈنگ پر پابندی کا دادی گئی ہے۔ تاہم غیر ملکی فنڈنگ میں الجیریا سے تعین رکھنے والے یہ وون ملک مقیم لوگ اس پابندی کی روٹ میں نہیں آئیں گے۔ اس میں یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ کوئی بھی فرداً انتخابی مہم میں چار لاکھ مقامی کرنی سے زیادہ کی فنڈنگ نہیں کر سکے گا۔ جو کہ ۳ ہزار ڈالر سے بھی کچھ کم ہی رقم ملتے ہے۔

۲۰۲۱ء کے انتخابات میں بھی سیاسی اشرافیہ نے پیسے کا بے دریغ استعمال کیا تھا، جس سے انتخابات کی سائکلو تھصان پہنچا تھا۔ اسی اشرافیہ کے چند لوگوں کو موجودہ صدر نے جیل بھی بھیجا۔ ان اقدامات سے اذروں سونگ رکھنے والی سیاسی اشرافیہ اور بد عنوان یہروکری کو بڑا دھپکا لگا۔ موجودہ اصلاحاتی مل ”حراک تحریک“ کے دو سال مکمل ہونے سے ایک دن قبل لایا گیا جس کو مقدمہ دن کسی بھی قسم احتجاج سے پہنچا تھا۔

تاہم اگلے دن یعنی ۲۲ فروری کو اس دن کو یاد رکھنے کے لیے بڑے پیلانے پر مظاہرے کیے گئے جو کہ گزشتہ برس کوڈا

Dr Mustafa Fetouri

الجیریا کے صدر عبدالجید نے ۱۱ مارچ کو ٹیلی و پڑن پر خطاب کرتے ہوئے پارلیمان کے ایوان زیریں کو تحلیل کرنے کا اعلان کیا، جس سے قانون ساز ایمنی کے نئے انتخابات کے لیے راہ ہموار ہو گئی۔ تاہم ابھی تک انھوں نے انتخابات کی تاریخ کا اعلان نہیں کیا۔ ملک کے آئینے کے مطابق ایمنی تحلیل کرنے کے تین ماہ میں انتخاب کروانا لازمی ہے۔ اگر کسی وجہ سے پہلے تین ماہ میں انتخابات نہ ہو سکیں تو مزید تین ماہ کی مدت کی بخشش قانون میں موجود ہے۔ اگر مخصوص بندی کے مطابق تمام کام ہوا تو اس بات کا تو یہ امکان موجود ہے کہ اسی سال ۱۲ جون کو انتخابات کا انعقاد ہو جائے گا۔

موجودہ ایمنی ۷۷ء میں پانچ سال کے لیے منتخب ہوئی تھی، اس کی مدت اگلے برس ختم ہوئی تھی، تاہم صدر نے قبل از وقت انتخابات کے لیے ایمنی تحلیل کر دی، وہ اصلاحات کے عمل میں تیزی لانا چاہتے ہیں، اصلاحات کے عمل کا آغاز انھوں نے ایک سال قبل کیا تھا جب انھوں نے صدر کے عہدے کا حلف اٹھایا تھا۔

اس کے ساتھ ہی صدر نے تقریباً ۲۰ کے قریب سیاسی کارکنان کو بھی رہا کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ان میں پیشتر کو فوری ۲۰۱۹ء میں گرفتار کیا گیا تھا، جب ملک میں ایک احتجاجی تحریک ہے ”حراک تحریک“، کاتام دیا گیا تھا، شروع ہوئی تھی، جس کا مطالبہ تھا کہ ملک کے سیاسی نظام کو بھوئی طور پر تبدیل کر دیا جائے۔ کیوں کہ موجودہ نظام یوسیدہ ہو چکا ہے۔ یہ اسی تحریک کی تھی جس کا کوئی رہنمائی تھا۔

صدر عبدالجید کی تقریب کا لب ولیج دھیما اور مصالحتانہ تھا، وہ حکومت کو فارغ کر کے ”حراک تحریک“ کے کارکنان کا دل جیتنا چاہتے تھے۔ انھوں نے اپنی تقریب میں یہ کہ کہ کہ ”حراک“ نے الجیریا کو بچالیا، اس تحریک کی تعریف بھی کی ہے۔ اور انھوں نے اس تحریک سے جڑے لوگوں کو ایک اچھا بیگام اس طرح بھی دیا کہ وزیر قانون کو اپنے عہدے پر برقرار رکھا۔ اس تحریک کا نیادی مطالبہ بد عنوانی کے خلاف کارروائی ہی کا تھا۔ وزیر قانون و انصاف Belkacem Bagmati بد عنوانی

اصلاح معاشرہ اور سوشنل انجینئرنگ

سید مسعود اللہ حسینی

کام اصلاح حکومتوں کے با اختیار ادا رہوں نے انجام دیا ہے۔ حکومتوں کے کنٹرول میں سوشنل انجینئرنگ کے بہت سے آلات یا ذرائع ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم ذریعہ

قانون اور نفاذ قانون کی سرکاری مشنری ہے۔ قانون کے ذریعے نامطلوب سماجی روایتوں، روپیں اور معمولاً استکھام حکومت نے انجام دیا اور ترک عوام کی معاشرت، رہنم، بہان، بڑھ طریقے، زبان وغیرہ میں بڑی دوریں تبدیلیاں پیدا کیں۔ نازی جرمنی ہے یا کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں تی کی رسم اسی طرح ختم کی گئی۔ اس وقت جنیز کی ہر اسلامی، گھر بیوشاہد اور کم عمری کی شادیوں کو بھی اس طریقے سے ختم کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ایک اور ذریعہ سرکاری پالیسیاں ہیں جنہیں لا کر حکومت بعض سماجی روپیوں کی مختلف طریقوں سے بہت افرائی کرتی ہے۔ مثلاً ہمارے ملک میں ضبط و لادست کے لیے طرح طرح کی ترمیمات حکومتیں فراہم کرتی ہیں۔ لاکیوں کی تعلیم، سُکھی تو انہی کا استعمال، مالی بچت اور انشورنس وغیرہ کے لیے تیکیں میں رعایتوں کے ذریعے حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

دیہاتوں میں بہت الخالا کی تعمیر کے لیے طرح طرح کی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ میڈیا بھی سوشنل انجینئرنگ کا اہم ذریعہ ہے۔ میڈیا پر بعض ملکوں میں حکومتوں کا مکمل کنٹرول ہوتا ہے اور بعض میں غیر معمولی اثر و رسوخ ہوتا ہے۔ نظام تعلیم بھی ایک اہم ذریعہ ہے جو دن سازی کے ذریعے سماج میں تبدیلی لانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح حکومتوں کے پاس سماجی تبدیلی کے بہت سے موڑ ذرائع موجود ہوتے ہیں۔ ان ذرائع کا منصوبہ بند طریقے سے استعمال کیا جائے تو سماج میں مطلب تبدیلی آسان ہو جاتی ہے۔ اسی لیے اللش تعالیٰ نے اہل ایمان کی حکومت کی ایک اہم فیسے داری یقیناً روی ہے کہ جو حکومت انہیں میرسر آئی ہے اس کا استعمال کر کے وہ معاشرے کی اصلاح کا فریضہ انجام دیں۔

”یہہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار خنتی تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوہ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے۔“ (انج: ۱۲)

اس وقت ہمارا اصل موضوع حکومتوں کی سُٹھ پر انجام پانے والے کام نہیں بلکہ وہ حکمت علیٰ ہے جو عوامی تنظیمیں اور تحریکیں، سماجی اصلاح کے لیے اختیار کر سکتی ہیں۔ اس لیے جن ذرائع کے لیے اقتدار درکار ہے، انھیں سر دست نظر انداز کر کے ہم غیر سرکاری ذرائع کو ذہلی کی طریقوں میں زیر بحث لارہے ہیں۔

تدریجی انجینئرنگ (piecemeal engineering) حکومتوں کے ذریعے سخت گیر ذرائع کا استعمال کر کے

عقلیم کے بعد ترکی کے استبدادی سیکولر نظام حکومت نے انجام دیا اور ترک عوام کی معاشرت، رہنم، بہان، بڑھ طریقے، زبان وغیرہ میں بڑی دوریں تبدیلیاں پیدا کیں۔ نازی جرمنی میں نسلی گروہوں کے درمیان منصوبہ بند طریقے سے دوریاں پیدا کی گئیں اور اکثریت کی رائے عامہ اور اس کے روپیوں کو ایک خاص سمت میں پروان چڑھایا گیا۔ ہمارے ملک میں بھی اس وقت ایک خاص طرح کی سوشنل انجینئرنگ کی کوششیں جاری ہیں۔ یہ سب ان کوششوں کی مثالیں ہیں جو ظالم و جابر حکومتوں کی جانب سے انجام پائیں اور جن میں سوشنل انجینئرنگ کے لیے نہایت جامد اناور تقدیر طریقے اختیار کیے گئے اور عوام کی آزادیوں کو بُری طرح سلب کیا گیا۔

جبھوڑی حکومتوں نے بھی سوشنل انجینئرنگ کے مختلف طریقے، اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے استعمال کیے۔ ان میں سے بعض کو ثابت اور تعمیری سوشنل انجینئرنگ کی مثالوں کے طور پر بھی پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً سنگاپور کی مثال کامیاب سوشنل انجینئرنگ کے حوالے سے اکثر دی جاتی ہے جس نے منصوبہ بند طریقے سے ایک ہدہ تہذیبی اور ہم نسلی معاشرے کو تکمیل دیا۔ سنگاپور نے اپنے ملک میں ابادی مختلف نسلی گروہوں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور اہم آئندگی پیدا کرنے کی غرض سے ہائیکم پالیسی کو سوشنل انجینئرنگ کے آئے کے طور پر استعمال کیا اور گھروں کی تعمیر کے لیے خصوصی سہیڈی دے کر ضلع میں ایسی منصوبہ بند کالوین آباد کی گئیں جن میں مختلف نسلوں اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ مل کر ساتھ رہنے لگے۔ مقصود یہ تھا کہ مختلف یہ وہ نسلیں سنگاپور کے معاشرے میں جذب ہوں اور مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ مل کر ساتھ رہنے لگے۔ اسی قریب میں ظالم حکومتوں اور آمرموں نے، اپنی مطلوب سماجی تبدیلیوں کے لیے سوشنل انجینئرنگ کا بڑے پیلانے پر استعمال کیا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ اصلاح بنام بھی ہوئی۔ مثلاً سابق سویت یونین نے اپنے مختلف علاقوں میں (جن میں ایک بڑا حصہ مسلم علاقوں کا بھی تھا) لوگوں کی سماجی زندگی میں بڑی تبدیلیوں کی مہم شروع کی اور طرح طرح کے ہتھیارے استعمال کر کے، سماج کا روپ ہی بدل ڈالا۔

”ایک نیا سوویت انسان“ (A New Soviet Man) کا نعرہ اس سوشنل انجینئرنگ کا باقاعدہ ہدف قرار پایا۔ بھی کام جگ نہایت کامیاب مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

اس وقت مختلف عالیٰ و ملکی قوتوں، سماج میں اپنی مطلوب تبدیلی لانے کے لیے سوشنل انجینئرنگ (social engineering) کا استعمال کر رہی ہیں۔ باطل طاقتوں کی جانب سے استعمال کی جا رہی تدبیروں اور سوشنل انجینئرنگ یا سماجی تدبیلی کے گھرے منصوبوں پر ان شاء اللہ آنکہ مسلطوں میں روشنی ڈالی جائے گی۔ اس شمارے میں سوشنل انجینئرنگ کے تعارف اور معاشرتی اصلاح میں اس سے استفادے کے امکانات پر کچھ باتیں عرض کی جا رہی ہیں۔

یہ بات واضح رہے کہ سوشنل انجینئرنگ کی اصطلاح دو معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ کپیبوڈ سائنس میں اس کا مطلب وہ فیضیاتی حرہ ہے ہیں جن کا استعمال کر کے وہ کوے باز ہیکر زانٹر نیٹ پر لوگوں سے ان کے پاس ورڑا اور دگر حساس معلومات حاصل کر لیتے ہیں۔ یہاں سوشنل انجینئرنگ کے وہ معنی مراد ہے جو اپنا بیڈ موسیا لوچی میں لیے جاتے ہیں۔

سوشنل انجینئرنگ کیا ہے؟ سوشنل انجینئرنگ اس حکمت عملی اور منصوبہ بند کو شکش کو کہا جاتا ہے جس کا استعمال کر کے کسی سماج میں موجود روپیوں، روپیتوں اور علاقوں وغیرہ میں بڑے پیلانے پر تبدیلیاں لائی جاتی ہیں۔ یہ کام حکومتیں بھی کرتی ہیں اور خانگی ادارے اور سماجی تحریکیں بھی۔ سوشنل انجینئرنگ کے پاس مطلوب سماجی تبدیلیوں سے متعلق متعین اہداف ہوتے ہیں اور وہ منصوبہ بند طریقوں سے جدید ترین موڑ طریقوں کو استعمال کر کے، ان اہداف کی بنیاد پر سماج کو تبدیل کرتے ہیں۔

ماضی قریب میں ظالم حکومتوں اور آمرموں نے، اپنی مطلوب سماجی تبدیلیوں کے لیے سوشنل انجینئرنگ کا بڑے پیلانے پر استعمال کیا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ اصلاح بنام بھی ہوئی۔ مثلاً سابق سویت یونین نے اپنے مختلف علاقوں میں (جن میں ایک بڑا حصہ مسلم علاقوں کا بھی تھا) لوگوں کی سماجی زندگی میں بڑی تبدیلیوں کی مہم شروع کی اور طرح طرح کے ہتھیارے استعمال کر کے، سماج کا روپ ہی بدل ڈالا۔

”ایک نیا سوویت انسان“ (A New Soviet Man) کا نعرہ اس سوشنل انجینئرنگ کا باقاعدہ ہدف قرار پایا۔ بھی کام جگ

ترجیحات میں شامل ہو چاہیے۔ قرآن میں کہا گیا ہے: ”اگر تم آن بڑے بڑے گناہوں سے پریز کرتے رہو جن سے تھیں منع کیا جا رہا ہے تو تمہاری چھوٹی موٹی برائیوں کو ہم تمہارے حساب سے ساقط کر دیں گے اور تم کو عزت کی جگہ دفل کر دیں گے۔“ (سورہ النساء: ۱۳۲)

بی کریمؐ نے ”السع الموقات“ سات مہلک ہاتوں سے بچنے کا حکم دیا:

سات ہلاک کرنے والی بیزیوں سے بچو۔ مذکرات، کباڑ، محمات صفات، مثبات، مکروہات، ان سب کے درجوں میں فرق ہے۔

مولانا مودودی نے لکھا ہے کہ ایک ہی برائی مختلف صورتوں میں مختلف درجات کی حامل ہو گی۔ فرماتے ہیں:

”جو رابطہ بنتا زیادہ اہم ہے اور جس کے لئے سے اسن کو جتنا زیادہ نہضان پہنچتا ہے اور جس کے معاملے میں ماہونیت کی بخشی زیادہ تو قی کی جاتی ہے، اسی قدر اس کو توڑنے اور کائے اور خراب کرنے کا گناہ زیادہ ہو رہا ہے۔ مثلاً زنا اور اس کے مختلف مدارج پر غور کیجیے۔ فعل فی نفس نظامِ تہون کو خراب کرنے والا ہے اس لیے بجائے خود ایک بڑا گناہ ہے، مگر اس کی مختلف صورتیں ایک دوسرے سے گناہ میں شدید تر ہیں۔ شادی شدہ انسان کا گناہ کرنا بن یا ہے کی جے نسبت زیادہ سخت گناہ ہے۔ ملکوہ عورت سے گناہ کرنا غیر ملکوہ سے کرنے کی نسبت قیچی تر ہے۔ ہماری کے گھروں اور سے زنا کرنا غیر ہماری سے کرنے کی بہت زیادہ ہو رہا ہے۔“

دین میں اس نظامِ ترجیحات کی بڑی اہمیت ہے۔ مولانا صدر الدین اصلحی نے ترجیحات میں تبدیلی کو جاییت کی واپسی کا ایک مظہر قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”بہی حال منہیات و محمرات اور مکروہات کی ترتیب کا بھی ہے۔ شارع نے سب سے بڑھ کر محمرات اور کباڑ کی ممانعت پر زور دیا ہے، اس کے بعد صفات کی روک قائم کا مرتبہ آتا ہے، اور سب سے آخر میں وہ مکروہات ہیں جن کی ممانعت صراحت کے ساتھ وارثیں ہوئی ہے، بلکہ تحریج اور اشبطاط کے ذریعے نصوص کے اشاروں اور ان کی دلالتوں

برائیاں جن کو پہلے ایڈریس کرنے کی ضرورت ہے، ان کی شناخت کرنی جاتی ہے اور ان کو ایڈریس کرنے کی ضرورت پر اتفاق رائے کے پیدا کیا جاتا ہے۔ ان کو عمل کرتے ہوئے پھر درسے درجے کی برائیوں کو تھہ میں لیا جاتا ہے۔ گویا تبدیلی کا عمل مرحلہ پر مرحلہ اس طرح انجام پاتا ہے کہ ہماری ڈھانچے میں بڑے غلظاً کے بغیر فطری انداز میں سماج بدلتا ہے۔

قرآن مجید میں انبیاء علیهم السلام کی دعوت کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تو جید، رسالت اور آخرت کی بنیادی دعوت کے ساتھ، انبیاء نے اپنی قوموں کی اہم ترین برائیوں کی تحقیق کی اور انہیں ہدف بنایا۔ سورہ شراء میں خاص طور پر انحصار کے ساتھ مختلف انبیاء کے اھانے ہوئے الشوز کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ہوٹن نے قوم عاد کی مادہ پرستی اور بے جاماعت سازی کو (ashra: ۱۸۲، ۱۸۳) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم ثمود کے اصراف اور نام و نہود کو (ashra: ۱۴۲) حضرت لوٹ نے اپنی قوم کی جعلی بے راہ روی کو (ashra: ۱۴۰) اور حضرت شعیوب نے مالی و تجارتی بدعنوں کو (ashra: ۱۴۵) اور حضرت عیوب نے قوم عاد کی مادہ (ashra: ۱۸۱، ۱۸۲) الشو بنایا تھا۔ بی کریمؐ کی دعوت میں بھی مختلف ادوار میں مختلف سماجی برائیوں پر خصوصی زور دالتا ہے۔

(مثلاً مکی سورتوں میں فضول خرچی اور غلاموں، تیموروں اور مسکینوں سے من پھیر لینے کی برائی کو بگد جگد نشانہ بنایا گیا ہے) مسلمانوں کے درمیان حالیہ زمانے میں جو اصلاحی کوششیں ہو رہی ہیں ان میں برائیوں کی درجہ بندی اور اہم تر

برائی پر توجہات کو مرکوز کرنے کی اس حکمت عملی کا یہیں فقدان نظر آتا ہے۔ بیک وقت کی برائیوں کو ہدف بنانے اور کوئی اصلاحی اہداف پر بیک وقت نظریں مجاہدینے سے کوششیں تجیب خیز نہیں ہوتیں۔ اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ برائیوں کی درجہ بندی کی جائے اور اہم تر برائیوں کو پہلے ہدف بنایا جائے۔ مثلاً ایسی کتنی تحریکیں ہیں جو مسلمانوں کے اندر تجارتی

دیانت اور معاملات میں ایمان و اربی اور شفاقت کے لیے کام کر رہی ہیں؟ حالانکہ اسلامی اخلاق کی درجہ بندی میں یہ سفرہ راست امور میں شامل ہے۔

یہ بات کہ تمام برائیاں ایک جیسی نہیں ہیں، یہ مسلمانوں کے درمیان ایک متفق علیہ بات ہے۔ یعنی متفق علیہ مذکرات اور مختلف فیح برات کے درمیان فرق۔ اس کے علاوہ ایک بڑا اہم فرق کیرہ گناہوں اور صفرہ گناہوں کا ہے۔ قرآن و سنت میں متعدد ایسی نصوص موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض برائیاں، زیادہ بڑی برائیاں ہیں، جن کا سد باب

سماج میں بڑے بیانے پر تبدیلیاں لانے کے عمل کے مقابلے میں برطانوی فلسفی اور ماہر سماجیات کارل پوپر (Karl Popper، ۱۹۶۷ء) نے مدرسی انجینئرنگ کا تصویر پیش کیا تھا۔ مثالی سماج کا ایک تصور قائم کر کے بڑے بیانے پر تجزی سے سماج کو بدلنے کی کوشش کو اس نے غیر عملی مثبت پسند سوشن انجینئرنگ (Utopian Social Engineering) قرار دیا اور اس کے مقابلے میں مدرسی سوشن انجینئرنگ کا تصور پیش کیا۔ پوپر کا نقطہ نظر تھا کہ مشاہد پسند سوشن انجینئرنگ فرد کی آزادی میں دشیل ہے، اس لیے وہ ایک آزاد اور سکھ سماج (open society) کے تصور سے مقامد ہے۔ اس نے اس کے مقابلے میں مدرسی سوشن انجینئرنگ کو تجزی جی دی، جس میں سماج کو بدلنے کے لیے تشدید یا جری طریقے اختیار کیں کے جاتے بلکہ لوگوں کی عقولوں کو اپیل کر کے اور رائے عامہ پر اثر انداز ہو کر سماج میں تبدیلیاں لائی جاتی ہیں۔ مدرسی انجینئرنگ میں پورے سماج کو یک نخت بدلنے کا ہدف نہیں رکھا جاتا بلکہ سماج کے موجود طریقوں اور ڈھانچوں میں تدرج کے ساتھ اور مرحلہ پر مرحلہ تبدیلیاں لائی جاتی ہیں۔

مرحلہ وار تبدیلیوں کے عمل میں تبدیلی کے طریقوں اور ذرائع پر بارہار نظر ثانی کی جاتی ہے اور تجربات سے سیکھ کر ان طریقوں کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ ایسے انتہائی اندھمات سے گریز کیا جاتا ہے جن سے سماج کا ڈھانچہ یا اس کا تاثنا ہانا متاثر ہو اور اُن مشکلات کھڑی ہوں۔

پوپر کے بعض تصورات اسلامی عاظم سے قابل اعتراض ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً، ایک اسلامی حکومت کو سماج کی تبدیلی کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اس مسئلے میں اسلامی ایکیم، پوپر کی بعض تجویزوں سے یکسر مختلف ہو سکتی ہے۔ بلکہ جن رائج طریقوں کو مغربی مفکرین رائے عامہ کی تبدیلی کے جمہوری طریقے کہتے ہیں، ان میں بھی بہر اور فریب کے نہایت شدید پہلو موجود ہیں۔ پوپر کی ایکیم کا تفصیلی تقدیمی جائزہ اس وقت ہمارے پیش نظر نہیں ہے۔ اس وقت چوں کہ ایک مسلم تلقین ملک میں غیر مسلم کاری ذرائع سے اصلاحی عمل کا طریقہ زیر بحث ہے، اس حوالے سے پوپر کی مدرسی سوشن انجینئرنگ کے بعض تصورات ہمارے لیے معاون ہو سکتے ہیں۔

مدرسی انجینئرنگ کا پہلا اصول: اہم تر برائیوں کو پہلے ہدف بنایا جائے۔ مدرسی انجینئرنگ کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں برائیوں کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ اہم ترین

آخری اونٹھری ہر حل کو پہنچ جس میں اسلام کا عملی قیام ہو، مگر پورے کے پورے اسلام کا، نہ کہ اس کے بعض پہلوؤں کا۔ یہ وہی طریقہ کار ہے جس پر نبی جاہلی کو اسلامی زندگی میں تبدیل کرنے کے لیے عمل پیرا ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ اس معاطلے میں وہ تدریجی طریقہ جو نبی کریمؐ نے اختیار کیا تھا، اُسے اب اختیار کرنا ممکن نہیں ہے۔ آپ پر شریعت نازل ہو رہی تھی۔ نزول شریعت میں شارع نے تدریج کا لاماظ رکھا لیکن اب جب کہ شریعت مکمل ہو چکی ہے، اس پوری شریعت پر عمل ضروری ہے۔ اس کے کسی حصے کو، وقت طور پر بھی ہم نظر انداز نہیں کر سکتے لیکن سنت نبوی سے یہ سبق ضرور حاصل کر سکتے ہیں کہ اصلاحی عمل کے دوران، اس بات پر زیادہ توجہ دی جائے، کے اصلاحی مہم کا اصل ہدف بنایا جائے اس کے مسلسلے میں تدریج کا ضرور لاماظ رکھیں۔ علامہ قرضاوی نے اس حوالے سے دونوں بھی کے بعد میں بھی نقل فرمائی ہیں۔

”اس مسلسلے میں یہ موقف اپنے اندر بریدی معنویت رکھتا ہے جسے مورخین نے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ سے قل کیا ہے، جنہیں مسلمان علمان پانچواں خلیفراشد شمار کرتے ہیں اور جو تانی عمر فاروقؓ کے شیخ پر چل رہے تھے۔ ایک دن ان کے بیٹے نے (جو ایک خداز اس اور جرأت مندن جو جوان تھے) ان سے کہا: ابا جان! آپ شریعت کا مکمل نفاذ کیوں نہیں کرتے؟ خدا کی قسم! مجھے اس بات کی کوئی پروانیں کہ مجھے اور آپ کو حق کی خاطر کھوئی ہوئی دیگ میں بھیک دیا جائے!! یعنی اور غیر نوجوان اپنے باپ سے، جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے امور کا نگران بنایا تھا، یہ چاہتا تھا کہ وہ مظالم کا قلع قمع کر دیں اور فساد و انحراف کو بیک جنہیں قلم منسوخ کر دیں اور اس میں کسی تاخیر اور سختی کا مظاہرہ نہ کریں۔ اس کے بعد جو کچھ بھی کرو جاؤ۔ مگر سمجھ دار اور عقیم المرتب بات نہ ہو سو جو۔

آپ شریعت کا مکمل نفاذ کرنا اور شراب کی نہیں کرو۔ اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ قرآن میں شراب کی نہیں کرو۔ اور تیرسی بارجا کر کے حرام کر دیا۔ مجھے خوف ہے کہ اگر میں نے لوگوں پر حق کو یکبارگی لازم کر دیا تو وہ اسے یکبارگی چھوڑ دیں گے اور یہ ایک بڑا افتہ ہو گا۔ (الموافقات للشافعی ۲۹:۲) خلیفراشد کا ارادہ یہ تھا کہ معاملات کو حکمت کے ساتھ حل کریں اور اس میں تدریج سے کام لیں۔ انہوں نے اس سعیت الہی کی پیروی کی جو حرمت شراب کے بارے میں اپنائی گئی تھی۔ وہ لوگوں کو گھونٹ گھونٹ کر کے حق پاناجا ہے۔

کے سلسلے میں اسلام میں بڑی واضح رہنمائی موجود ہے اور برائیوں کے درمیان مراتب کے فرق کاصور بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ بلکہ ایسے نہایت واضح اصول بھی موجود ہیں جن کے ذریعے برائیوں کی وجہ بندی کی جا سکتی ہے اور یہ طے کیا جا سکتا ہے کہ کس مرحلے میں کس برائی کے سد باب پر زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے؟

قدرتی انجینئرنگ کا دوسرا اصول: برائیوں کے خاتمه میں تدریج سے کاملی جائے

اس اصول کے مسلسلے میں ہم علامہ یوسف القرضاوی کا ایک طویل اقتباس بیہاں نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

”هم جس تیسیر (زی) اور آسانی (کی) بات کر رہے تھے اس کے حوالے سے ایک بات یہ ہے کہ تدریج کی سنت کو لاماظ رکھا جائے جو اللہ کی طرف سے عالم تخلیق میں بھی جاری ہے، اور عالم تخلیق میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کے نظام تخلیق (قانون سازی) میں یہ سنت نماز اور روزے جیسے فرائض کے وجوب میں بھی جاری ہے اور محربات کی تحریم میں بھی۔ اس میں سب سے نمایاں اور معروف مثال شراب کی ہے، جسے کئی مراحل کے بعد حرام کیا گیا۔ اس کی یہ قانونی تاریخ اتنی مشہور ہے کہ دین کا کوئی طالب علم اس سے بے خبر نہیں ہے۔۔۔ اگر ہم ایک حقیقی اسلامی معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہم یہ خیال تک دہن میں نہیں لاسکتے کہ ایک فرمان سے یہ کام خود بخوبی ہو جائے گا یا کوئی باادشاہ، کوئی لیڈر، یا کوئی پارلیمنٹ ایک فیصلہ صادر کرے گی اور اسے سارے لوگ مان لیں گے۔ یہ سب کچھ ایک تدریج کے ساتھ ہی ممکن ہو سکے گا۔ میر امطلب ہے کہ اس کے لئے فکری، اخلاقی اور معاشری ستپ پر بڑی تیاری کی ضرورت ہوگی اور ان غلط نظاموں کا شریعی تقابل فرآہم کرنا کوئی خیف نہیں۔“

”شدید پر ضرر کا ازالہ خفیف ضرر سے کیا جائے گا۔“

”جب دو مقاصد میں نکلا کرو تو خفیف مفسدہ کا ازالہ کا کر کے بڑے مفسدہ سے بچا جائے گا۔“

”تدریج سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ ہم محض بات کو نالئے جائیں اور ناقلوں اسلام میں بے جا تاخیر کریں اور تدریج کا بہانہ بنا کر عوام کا اپنے ممالک میں اللہ کا حکم نافذ کرنے اور اس کی شریعت کو علی جامہ پہنانے کا مطالبہ بخشندا کریں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہف کا تین کیا جائے، اس کی منصوبہ بندی کی جائے اور پوری سمجھواری سے اس کے لیے مراحل طے کیے جائیں، تاکہ ایک مرحلہ درہرے مرحلے کے لیے سہارا بن سکے۔ پہت ممکن ہو گا کہ جب ہم پھونک پھونک کر قدم رکھیں، ٹھم و بسط کے ساتھ آگے بڑھیں اور سارے مرامل میں چلتی کا خاص خیال رکھیں گے، تاکہ یہ سفر اپنے

سے نکالی گئی ہے۔ مگر بالعموم ہرگز وہ نے اپنے قبیل رجحان کے ذریعہ اس ترتیب کو اٹھ دیا۔ اب تیرے درجے کے کمر وہاں پر سب سے زیادہ دارو گیر کی جاتی ہے، اس کے بعد صفات سے احتساب پر زور دیا جاتا ہے اور اکثر کبار و محربات کو سب سے آخر میں جگہ ملتی ہے اور ان کا ذکر زبانوں پر کم ہی آتا ہے۔ یہ پوری صورت حال اپنی حقیقت اور عاقب کے لحاظ سے بڑی نظرناک ہے۔ کیوں کہ اسے تتفہ او تشرع کا لباس پہنادیا گیا ہے۔ جب کہ حقیقت واقعی نہیں ہے۔ یہ ایک طرح کا دینی فتوحہ ہے جس کی شناختی بے شمار اور جس کے نتائج بڑے دروس ہیں۔ فکری بجود، دینی مراجع کا بگاڑ، فرقہ بندی کا زور، مسلکی نزاعات کی گرم بازاری، اہم مسائل کی طرف سے بے پرواہی، لاطائل بخشیوں میں انسناک، کرنے کے کاموں کو چھوڑے رہنا اور غیر ضروری مشاغل میں اپنی قوتیوں کو ضائع کرنا۔ یہ ساری خرابیاں اور نقصانات اس حقیقت کے برگ وباریں۔“

ہمارے فقہاء یہ بات بھی لکھی ہے کہ حقوق العباد میں، فرد کے حق پر جماعت کے حق کو ترجیح دی جائے گی۔ اصول فتوحہ میں مصالح و مقاصد کی جو بحث ہے، اس سے بھی مختلف سماجی برائیوں کے درمیان موازنے اور ترجیح کا ایک نہایت واضح نظام قائم ہوتا ہے۔ مثلاً اصول کی کتابوں میں یہ ضابطہ ملتا ہے کہ شریعت کے مقاصد، دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت میں اہمیت کے اعتبار سے بہی ترجیح کا ایک نہایت واضح نظام قائم ہوتا ہے۔ پھر مقاصد ضروریہ کو مقاصد حاجیہ پر اور مقاصد حاجیہ کو مقاصد تحجیجیہ پر فویضت حاصل ہو گی۔ قواعد فتوحہ میں ایک اہم تفادعہ ہے:

”شدید پر ضرر کا ازالہ خفیف ضرر سے کیا جائے گا۔“

”جب دو مقاصد میں نکلا کرو تو خفیف مفسدہ کا ازالہ کا کر کے بڑے مفسدہ سے بچا جائے گا۔“

”یعنی جو برائی زیادہ بڑے مفسدہ کا ذریعہ بنے گی وہ زیادہ شدیدہ مانی جائے گی۔ اسی طرح یہ بات بھی ایک اہم تفادعہ مانی گئی کہ جو برائی زیادہ لوگوں کو نقصان پہنچانے والی ہو گی اس کا سد باب زیادہ تقابل ترجیح ہو گا۔ تینلہ العصر الرامض لدفع ضرر عام (عمومی ضرر کو دور کرنے کے لیے ضرر خاص گوارا کیا جائے گا) یا یہ کہ ”جس چیز کا فائدہ تحدی ہوتا ہے وہ اس چیز سے بہتر ہے۔ جس کا فائدہ محدود ہو۔“

چنان چہ ترجیح انجینئرنگ کا ایسا اصول کا اہم تر رائیوں کو پہلے منتخب کیا جائے اور ان پر توجہات کو مرکوز کیا جائے، اس

کے پلٹن میں دوسری کون سی براپیوں کا دل جل ہے؟ کون سماجی معمولات کا دل جل ہے؟ کون سے تصورات، روایات یا مفادات اس برائی کو جنم دینے کا سبب بن رہے ہیں؟ اس برائی کا دوسری براپیوں سے کیا رشتہ ہے؟ لعنتی یہ برائی دوسری کون براپیوں کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے؟ اور کون براپیوں کو جنم دے رہی ہے؟ سماج کے کون سے رحمات، کون سے پر ونی اڑات اور بدلتی زندگی کے کون سے فطری تقاضے اس برائی کو جنم دینے کا ذریعہ بن رہے ہیں؟ اس سانچے سے یہ بات اہم کر سامنے آجائی ہے کہ کون براپیوں کے خاتمے پر پہلے توجہ اس مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سانچے سے اصلاح کے طریقہ کار، زبان و بیان وغیرہ کے تینیں میں بھی بڑی مدد ملتی ہیں۔

۲۔ مستقبلیات: سوچل انجینئرنگ کا منصوبہ صرف آج کے احوال پر نظر رکھ کر مکمل نہیں ہو سکتے۔ اسے مستقبل کے احوال کا بھی لاحاظہ رکھنا پڑتا ہے۔ اصلاح کے کام کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ مستقبل پر نظر رکھی جائے۔ یہ دیکھا جائے کہ مستقبل کا سماج کیما ہو گا؟ اس کے سائل کیا ہوں گے؟ جیتنا لوگی کیا ہو گی؟ مواصلات کے ذرائع کیا ہوں گے؟ آنے والے دور کے سائل کیا سماجی خرایاں پیدا کریں گے؟ موجود براپیوں پر اُنے والے دور کے احوال کا کیا اثر ہو گا؟ کیا ان کی شدت بڑھے گی یا کم ہو گی؟ مستقبلیات سے متعلق مطالعات کثافت سے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ منصوبہ بندی کے ہر عمل میں ان کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ لیکن اصلاحی معاشرے کے کام میں ان کا استعمال بہت کم ہوا پایا ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ اس استعمال کو فروع دیا جائے۔ مثلاً اس وقت یہ دیکھنا نہایت ضروری ہے کہ موجودہ سرکاری پالیسیاں مسلم معاشرے پر مستقبل قریب میں کیا اثر ڈالیں گی؟ یا آگئی دو سو سالی جیسی میزیا جیتنا لوگی یا براپیوں کی وجہ سے جدید ترقیاں سماجی احوال پر کیا اثر ڈالیں گی؟

سوچل انجینئرنگ اور اصلاحی تحریکات سوچل انجینئرنگ کے غیر سرکاری ذرائع میں سب سے اہم کردار سماجی تحریکات کا ہوتا ہے۔ سماجی تحریکات ایک منصوبے کے ساتھ میدان میں آتی ہیں اور برائی کے خاتمے تک اس کا مسلسل پیچھا کرتی ہیں۔ اس وقت این جی اوز اور باقی صفحہ نمبر ۳

علاقے میں بھی آدمی ان طبقات ہی کی سماجی حالت دیکھ پاتا ہے جوں کے درمیان وہ رہتا یا کام کرتا رہا ہے۔ ہر انسان کے خیالات، رحمات، حرخ وغیرہ کا بھی اس کے مشاہدہ پر اثر پڑتا ہے۔ بہت سی سماجی کیفیات عام مشاہدے کی صورت سے باہر ہوتی ہیں۔ اس لیے سماجی انجینئرنگ کے ٹھوس منصوبے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہمارے پاس، ٹھوس سماجیاتی مطالعے کے ذریعے حاصل شدہ قابل اعتماد معلومات اور اُنہاں ہو۔ اب تک کی بحث کی روشنی میں، خاص طور پر درج ذیل امور سے متعلق معلومات اور اُنہاں کی اہمیت محسوس ہوتی ہے۔

۱۔ سماجی براپیوں کا علم: سماج میں کون سی براپیاں رائج ہیں؟ کون سی براپیاں کس درجے میں ہیں؟ ان کے سلسلے میں ہمارے پاس متعین سروے، اعداد و شمار اور درست معلومات ہوں تاکہ ہر برائی کو اس کے حقیقی تناسب میں اہم دیکھ سکیں۔

۲۔ سماجی کنٹرول کی معلومات: سماج پر کون قتوں کا کنٹرول ہے؟ کون سے ادارے سماج کے پورے دھانچے کی تنقیلیں میں کلیدی کردار رکھتے ہیں؟ کون براپیوں میں سماجی کنٹرول کے کن پہلوؤں کا دل جل ہے۔ (سماجی کنٹرول پر ہم دیکھ ۲۰۲۰ء کے اشارات میں لٹکو کر چکے ہیں)

۳۔ سماجی روایات، سماجی عادات وغیرہ کا فہم: کون سی براپیاں سماجی روایات کی حیثیت رکھتی ہیں اور کون سی سماجی عادات کی؟ جو براپیاں رائج ہیں ان میں راست یا بالاوسط کن روایتوں یا عاقوتوں کا دل ہے؟ (روایات اور عادات کی بحث بھی دیکھ ۲۰۲۰ء کے اشارات میں آجھی ہے)

۴۔ سماجی حساسیت کا فہم: جنوری ۲۰۲۱ء کے اشارات میں ہم سماجی حساسیت کو زیر بحث لائے تھے۔ سماجی حساسیت کا بھی مطالعہ ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کون براپیوں کی صحیح علم کی کی ہے اور کون براپیوں کا بینادی سبب علم کے باوجود حساسیت کا نقдан ہے۔

۵۔ براپیوں کی درجہ بندی اور سماجی عوال: یہ ہم مطالعہ ہے، جس کے بغیر سوچل انجینئرنگ کی منصوبہ بندی کامل نہیں ہو سکتی۔ معاشرے میں موجود براپیوں کی پہلے کامل فہرست ہنالی جاتی ہے۔ اس کے بعد براپیوں کی شاعت اور معاشرے میں ان کے جمل کی کیفیت و کیفیت کو سامنے رکھ کر ان کی ترجیحی ترتیب مطابق جاتی ہے۔ اس کے بعد ایک سانچہ (matrix) بنایا جاتا ہے، جس میں ہر برائی کے سلسلے میں یہ متعین کیا جاتا ہے کہ اس مناسب معلومات کے بغیر سماجی اصلاح کا ٹھوس پروگرام ڈیزاں کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ہمارے مصلحین عام طور پر اپنے وجود ان اور ذاتی مشاہدات و تحریکات سے حاصل شدہ معلومات پر انجصار کرتے ہیں۔ لیکن یہ معلومات بہیشہ قابل اعتماد نہیں ہوتیں۔ ہر انسان کا مشاہدہ محدود ہوتا ہے۔ یہ مشاہدہ خاص علاقے یا زمانے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اپنے

تھے اور وہ انھیں ایک ایک قدم اٹھا کر اپنی منزل کی طرف لے جا رہے تھے۔ یہی صحیح نقاہت ہے۔

مدرسج میں اس بات کا لاحظہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ کون سی برائی ایسی ہے، جس پر ضرب زیادہ تر براپیوں کو ختم کرنے کا سبب بن سکتی ہے مولانا مودودی نے کا ترجید یہ کے جو نو شبی تجویز کیے ہیں ان میں پہلے دو شبیے یہ ہیں:

”اصلاح کی تجویز، یعنی یہ تینی کرنا کہ اس وقت کہاں ضرب لگائی جائے کہ جاہلیت کی گرفت ٹوٹے اور اسلام کو پھر اجتماعی زندگی پر گرفت کا موقع ملے۔“

مولانا مودودی نے اسلامی تاریخ کے اہم مجددین کے جو کاروبارے یا ان کے بارے میں اکثر کے سلسلے میں یہ اشارہ ضرور فرمایا ہے کہ انہوں نے کس طرح اہم براپیوں کی تشیص کی اور مسلم اور ان کے خاتمے کی جدوجہد کی۔ مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

”پھر شاہ صاحبؒ نے خرایوں کے اس بھوم میں کھو جانگر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان میں بینایا خرایاں کون سی ہیں، جن سے باقی تمام خرایوں کا بثیرہ نسب ملتا ہو اور آخر کار دیچریوں پر انگلی رکھ دی ہے۔ ایک اقتدار سیاسی کا خلافت سے باذ شاہست کی طرف منتقل ہونا۔ دوسرے روایت اجتہاد کا مردہ ہو جانا اور تقلید جامد کا داماغوں پر مسلط ہو جانا۔“

سوچل انجینئرنگ اور سماج کا فہم سوچل انجینئرنگ کی پہلی ضرورت یہ ہوتی ہے کہ معاشرے کے بارے میں کامل معلومات ہوں۔ امیرین سماجیات اس کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اسلامی مصلحین نے بھی اس کو اہمیت دی ہے۔ مولانا مودودی کے نزدیک کا ترجید یہ کا پہلا شعبجی ہے کہ:

”اپنے ماحول کی صحیح تشیص، یعنی حالات کا پورا جائزہ لے کر یہ سمجھنا کہ جاہلیت کہاں کس حد تک سراءست کر گئی ہے، کن کن راستوں سے آئی ہے۔ اس کی جزویں کہاں کہاں اور لئے چھلی ہوئی ہیں، اور اسلام اس وقت ٹھیک کس حالت میں ہے۔“

مناسب معلومات کے بغیر سماجی اصلاح کا ٹھوس پروگرام ڈیزاں کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ہمارے مصلحین عام طور پر اپنے وجود ان اور ذاتی مشاہدات و تحریکات سے حاصل شدہ معلومات پر انجصار کرتے ہیں۔ لیکن یہ معلومات بہیشہ قابل اعتماد نہیں ہوتیں۔ ہر انسان کا مشاہدہ محدود ہوتا ہے۔ یہ مشاہدہ خاص علاقے یا زمانے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اپنے

افریقا، خطرناک بحران کی طرف گامز

مراکز بھی تیزی سے قائم نہیں کیے جاسکتے۔

Howard W. French

افریقا میں آبادی میں اضافے اور فیورس زیگل کی شرح بہت زیادہ ہے۔ اس وقت پورے براعظم کی آبادی ایک ارب ۴۰ کروڑ ہے۔ قوم متحده کے شعبے پاپولش ڈویشن نے ماہرین کی آرکی روشی میں پیش گوئی کی ہے کہ اگر معاملات یونیک روتوں صدی کے آخر تک افریقا کی آبادی سارے حصے چار ارب ہو یکی ہو گی۔ افریقا کی آبادی میں ایک طرف اضافے ہو رہا ہے، لیکن بچوں اور لڑکیوں کی صدود میں قدم رکھنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور دوسری طرف ریاضی منٹ کی عمر کو پہنچنے والوں کی تعداد میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

افریقا کے حوالے سے سوچنا انتہائی تکنیف وہ ہے۔ اس براعظم کی ترقی کے امکانات انتہائی محدود ہیں۔ ایسے مالک بھی ہیں جن کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے جبکہ وہ سیاسی عدم استحکام سے دوچار ہیں، خلائقی سے گھرے ہوئے ہیں، صحرائی علاقے و سعت اختیار کر رہے ہیں لیکن زیرخیز زمین کا رقم گھٹتا جا رہا ہے۔ ان تمام مالک میں غربت انتہا کو پہنچ ہوئی ہے۔ ان میں تاکیجیر یا، مالی اور چاؤ نامیاں ہیں۔ آبادی کے تنوع کے اعتبار سے جس ملک پر سب سے زیادہ توجہ دی جانی چاہیے وہ تاکیجیر یا ہے۔ تاکیجیر یا کی آبادی ۴۰ کروڑ سے زائد ہے۔ یہ آبادی کے لحاظ سے افریقا کا سب سے بڑا ملک ہے مگر رقبہ؟ اس کا مجموعی رقبہ امریکی ریاست ٹیکساس کے رقبے سے محض ایک تھا زیادہ ہے۔ آبادی سے متعلق اقامت متحده کے شعبے نے پیش گوئی کی ہے کہ روتوں صدی کے آخر تک تاکیجیر یا کی آبادی کم و بیش ۲۰ کروڑ ہو یکی ہو گی۔ سوچا جاسکتا ہے کہ تب اس محدود رقبے والے ملک کا کیا بنے گا؟

بھارت اور چین نے تو اپنی آبادی میں نئی نسل کوڈھنگ سے بروئے کارلانے کا سوچا اور اس میں مایباہی ہوئے گئنا بھیر یا میں ایسا کچھ بھی ہوتا کھانی نہیں دیتا۔ کسی بھی ملک کے لیے حقیقی سرمایہ نو جوان ہوتے ہیں۔ تاکیجیر یا میں ایک طرف اسے شدید پیاسی عدم استحکام ہے اور دوسری طرف اشراریہ بھی ناالل ہے لیکن ملک کے سائل کوڈھنگ سے بروئے کارلانے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ لاکھوں نوجوان کالج کی سطح کی تعلیم کمل کر لینے کے باوجود بہتر روزگار سے محروم ہیں اور بہتر مستقبل کے لیے ملک سے باہر جانا انکی بھروسی بن چکا ہے۔ آبادی کے حوالے سے تاکیجیر یا کو جس صورت حال کا سامنا ہے وہ ایک بڑے اور خطرناک بحران کی نشاندہی کرتی ہے۔ سیاسی عدم استحکام کے باعث ملک کے کئی حصے اس قدر بگزے اور پھرے ہوئے ہیں کہ ان پر حکمرانی محض خواب ہو کر رہ گئی ہے۔ تاکیجیر یا میں ۳۶ ریاستیں (صوبے) ہیں۔

بیسویں صدی کی ابتداء کے وقت چین کی طرح بھارت میں بھی آبادی کا نمیاں حصہ نو جوانوں پر مشتمل تھا۔ چین کی طرح اُس نے بھی ترقی کی طرف قدم بڑھایا۔ بھارت میں تدب کام کرنے والوں یعنی ۲۰ سال سے پہلے میں آبادی سے بڑھ کر کسی بھی پیزہ میں مبادیاں نہیں مل سکتے۔ گزشتہ پچاس برس کے دوران یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ آبادی کا متوسط عمر کسی بھی قوم کی ترقی میں کلیدی کروارا دا کرتا ہے۔ چین اس کی واضح ترین مثال ہے۔ اس نے اپنی غیر معمولی آبادی کے نو جوانوں کو قلمی و تربیت سے آراستہ کیا اور ایک ایسی ورک فورس تیار کی جس نے دیکھتے ہی و پیکھتے دیکھا کوہیران کرو دیا۔ پورے چین نے باقی دنیا کے لیے فیکری کی حیثیت اختیار کر لی۔

آج ماہرین یہ پہنچ گولی کر رہے ہیں کہ آنے والے شروں میں چین کی معاشری نمودیں کی آتی جائے گی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ چینی میونیشن اب پختہ ہو یکی ہے اور اس میں بڑی نمودی کو جاگش نہیں ہے۔ بات کچھ یوں ہے کہ چین کی آبادی میں بڑی عمر والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ آبادی میں بڑی عمر والے افراد کی بڑھتی ہوئی تعداد بہت سے معاملات پر اپنے اثرات مرتب کر کے رہتی ہے۔ چین کے نیک آف کے دور میں جو سرمایہ کاری کی گئی تھی اُس پر شرح منافع برقرار رکھنے کے لیے جتنی تربیت یافتہ اور مستعد ورک فورس درکار ہے وہ اب میر نہیں ہو سکتی۔ ستمبر میں بھی دیباں بنہ ہو گا۔

جس دور میں چین نے غیر معمولی رفتار سے ترقی کی اُسی دور میں اُس کے بالکل برکش معاملات جاپان، امریکا اور پورپ میں دیکھے جاسکتے ہیں جہاں آبادی میں کام کرنے ایک اور کہانی کا جنم ہونے والا ہے مگر دنیا کو اس کا کچھ زیادہ اندمازہ نہیں۔ یہ عظیم ترین تبدیلی افریقا میں رونما ہو گی۔ اور یہ محض قیاس آرکی کا معاملہ نہیں کیونکہ جو کچھ ہونا ہے اُس کے آثار نہیاں ہو چلے ہیں۔

کسی بھی ملک کی آبادی کوڈھنگ سے بروئے کارلانے کے لیے اُسے کوئی واضح مستقبل پڑتی ہے، اُس کے سامنے کوئی بڑا مقصر رکھا پڑتا ہے۔ چین نے بھی یہی کیا اور جاپان نے بھی یہی کیا تھا۔ آبادی کو بروئے کارلانے اور اُسے قومی تغیریں میں ایک مالک میں نئی نسل سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد گھٹ گئی ہے اور بچوں، بڑھوں کی گنجیداشت کے

تیل کی قیمتوں پر سعودی بھارت تناوٰ؟

بھارت کے تیل کے ذخراز

گزشتہ ماہ بھارتی پاریمہان کے ایوان بالا، راجیہ سہما،

میں دھرمندرا پر دھان نے اپنے ایک تحریری جواب میں کہا تھا کہ بھارت نے گزشتہ سال اپریل اسی کے میتوں میں ستر ٹچک پیٹرولیم ریزو رو کا خوب فائدہ اٹھایا، جب کرونا وائرس کی وبا پھوٹی اور پھر اس کے نتیجے میں لاک ڈاؤن لگانا پڑا۔ ان کے مطابق بھارت کے اس بروقت اقدام کی وجہ سے اسٹر ٹچک پیٹرولیم ریزو رو کمل بھر چکا ہے اور اس بروقت اقدام سے بھارت لفڑیاں ۵۰۰ ارب کی بچت بھی ہوئی۔

بھارت میں اسٹر ٹچک پیٹرولیم ریزو رو کی میدان بھارت کی حکومت کا ایک مسئلہ ہے، جس کا کام تیل کے ذخراز میں اضافہ کرنا ہے۔ اس عکس نے ابھی تک تین مختلف مگہوں پر ۵۰ لاکھ میڑک ٹن سے زیادہ کے ذخراز کھے ہوئے ہیں۔ ان تین مگہوں کی نگرانی اسٹر ٹچک پیٹرولیم ریزو رو کے پاس ہے۔ یہ ذخراز بھارت کی دن تک ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔

بھارت کے وزیر تیل نے اپنے بیان میں مزید کہا کہ فتحی کمپنیوں کے پاس تیل کے ذخراز ۲۶۵ دن تک بھارت کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کافی ہیں۔ یہی پچھوڑ جوہات ہیں جن کی بنیاد پر بھارت حربی تیل درآمد نہیں کر رہا ہے۔ یوں بھارت کے تمام ذخراز کے دن تک بھارت کی ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔

دھرمندرا پر دھان کے مطابق دوسرے مرحلے پر بھارت کے ان ذخراز میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔ ان کے مطابق چار میٹن میڑک ٹن کا اسٹر ٹچک ذخیرہ الیس کے مقام چاندنی خول اور ۲۵۰ لاکھ میڑک ٹن کا ذخیرہ کرنا کا کے مقام پا دوڑ میں تیار کیا جا رہا ہے۔ یہ نئے دو ذخراز بھارت کی ۱۲ اون تک تیل کی ضرورت پوری کر سکتی ہے۔

بھارت میں تیل اتنا مہنگا کیوں؟

چار ماہ قبل تیل پیدا کرنے والے ممالک کی تظمیم اور یک نئے گزشتہ سال مارچ سے میں اقوامی منڈیوں میں غام تیل کی تیزی سے گرتی قیمتوں پر قابو پانے کے لیے پیداوار میں کمی کردی تھی۔

خود سعودی عرب نے بھی پیداوار کم کر دی۔ اسی وجہ سے

پیٹرول کی قیمت میں ایک بار بھر اضافہ دونا شروع ہو گیا۔

زیر احتجاج

گزشتہ کچھ برسوں میں سعودی عرب اور بھارت ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے ہیں۔ دونوں ممالک میں سیاسی، سفارتی، عسکری، سیکورٹی اور تجارتی تعلقات قائم ہوئے اور پھر بھی بھارت اور کبھی سعودی عرب کی قیادت ایک دوسرے کی مہمان بُنی۔ چھوڑ برسوں میں بھارت کے وزیر اعظم زیدر موعدی دوبار سعودی عرب کا دورہ بھی کر چکے ہیں۔ مگر یہیں اقوامی تعلقات میں ہمیشہ سب اچھا کی روپورث نہیں ہوتی اور ہر ملک اپنے بہترین قومی مفاد کو مقدم رکھتا ہے۔ یہی پچھاں دو دوست ممالک کے ماحصلے میں بھی ہوا ہے اور اب اس کی وجہ نی ہے تیل کی قیمتیں۔

خبر یہ ہے کہ سعودی عرب اور بھارت میں خام تیل کی قیمت کے تعین پر آپس میں ٹھنٹھی ہے۔ حال ہی میں بھارت کے تیل اور گیس کے وزیر دھرمندرا پر دھان نے اپنے سعودی ہم منصب عبدالعزیز بن سلمان ال سعود کے اس بیان پر اعتراض کیا ہے، جس میں انہوں نے بھارت سے کہا کہ وہ خام تیل کی قیمتیں کم کریں۔

سعودی عرب نے بھارت کو ہدایت کی کہ وہ تیل کے ذخراز کو استعمال میں لائے، جو اس نے گزشتہ برس اس وقت خرپیا تھا جب عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں انتہائی کم تھیں اور اس طرح سب حساب بردار ہو جائے گا۔

انہوں نے واضح طور پر کہا کہ میں ایسے طریقہ کار سے اختلاف رکھتا ہوں۔ بھارت کی تیل کے ذخراز کو استعمال کرنے کے بارے میں ایک اپنی تکلیفی ہے۔ ہم خود اپنے مفادات کا کچھ معنیوں میں اور اک رکھتے ہیں۔

اس بحث سے تیل کی یہ تازگی بھارت اور سعودی عرب کے تعلقات پر کس طرح اثر انداز ہو سکتا ہے، پہلے یہ جائزہ لیتے ہیں کہ بھارت میں تیل کا کتنا ذخیرہ موجود ہے اور اسے کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔

"وی شو ہیو بینیٹر بیز" کے مطابق ان میں سے ایک کے سوا تمام ریاستوں میں معاملات کو کنشول کرنے کے لیے فوج تیغیات کی جا چکی ہے۔ تا بھی یا ایک ایسا ملک ہے جو بزرگ، مخفی اور مستعد و رکورس تیار کرنے کے حوالے سے معروف رہا ہے مگر آزادی کے بعد سے اس ملک میں تیل کی دولت کو زیادہ سے زیادہ تھیانے کے لیے گروہوں میں چیقاش ہوتی رہی ہے۔ باقی تمام امور کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ تا بھی یا میں آبادی کو بروئے کار لانے پر بھی تو چہ نہیں دی گئی۔ ملک کی آبادی کا بڑا حصہ زراعت پر محض ہے مگر زراعت کو بھی جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے پر تو چہ نہیں دی گئی۔ نیشنل کو اعلیٰ تعلیم و تربیت سے آرائش کرنے کا معاملہ بھی سر دھانے میں ڈالا جاتا رہا ہے اور ملک میں صنعتی عمل بھی کبھی اس طرح شروع نہیں کیا گیا جس طرح شروع کیا جانا چاہیے تھا۔ عشروں کی غفلت اور نا احتیاط کا تیجہ بھکتی کا وقت آگیا ہے۔ کوہنا وائز کی وہا کے باعث پوری دنیا میں معیشیں خرابی سے دوچار ہیں۔ عالمی معیشت کی خرابی تا بھی یا پر بھی اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہے گی۔ حالات اس موڑ کی طرف روں ہیں جہاں تیل پیدا کرنے والے غریب و پہلے ماندہ ممالک کے لیے معاملات انتہائی ناموافق ہوں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ حقیقی تجزیے میں ہو گا کیا۔ سیدھی سی بات ہے، اگر معاملات کو یونی گورنے دیا گیا تو تا بھی یا پر بھی ممالک تکلیفت و ریخت کے مرحلے سے گزریں گے۔ کیا کچھ نہیں کیا جاسکتا؟ کیوں نہیں؟ امریکا اور باقی دنیا کو ملک کر افریقا کو بڑی تباہی سے بچانے کے لیے آگے بڑھنا چاہیے۔ اس کے لیے لازم ہے کہ گھناتا اور رو امداد اجیسے چھوٹے اور بے وقت ممالک سے بُوکر حالات درست کرنے کے نام پر دنیا کی آنکھوں میں دھوکے کرنے کے بجائے تا بھی یا، کامگو، استھوپیا اور سو ان جیسے بڑی آبادی والے ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر ایسی جامع حکمیت عملی تیار کی جائے جو پورے بڑا عظیم کے بھلے کے لیے ہو۔

افریقا پوری دنیا کے لیے ایک بڑے بحران کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ظاہر کرنے کی کوشش نہ کی جائے کہ افریقا کے معاملات سے باقی دنیا کا کوئی تعلق نہیں۔ ترقی یافتہ دنیا کے صدور اور دیگر قائدین کو افریقی ممالک کے دورے کر کے دہا گفت و شنید کا مرحلہ شروع کرنا چاہیے۔ کچھ کرنے کا وقت بھی ہے۔ (ترجمہ: محمد ابراهیم خان)

"Africa's 'demographic dividend' won't pay off without purpose and policy".

(worldpoliticsreview.com". April 14, 2021)

بڑھا کر ۹۶ دن کر دیا جائے۔ اگرچہ اسٹریچ گریزو کے استعمال سے متعلق ایک مین الاقوامی معاهدہ ہے، جس کا بھارت بھی ایک رکن ہے۔ اس معہدے کے رکن مالک اس تنظیم کے قواعد کے مطابق ایسے فیصلے خود کرنے کے مجاز ہیں۔

بڑھے خارج قائم کر کر ہیں۔ اس وقت امریکا نے دنیا میں اس طرح کے سب سے

کرتا ہے۔ امریکا اور چین کے بعد بھارت سب سے زیادہ تیل درآمد

کرتا ہے۔ لہذا ماہرین ریزرو میں اضافے پر زور دیتے ہیں۔ تیل کا ایک بڑا درآمد کنندہ ہونے کی وجہ سے مین الاقوامی سٹریچ پر بھارت کی ایک اہمیت ہے۔ لیکن اگر سعودی عرب نے بھارت کی باتا لکل ہی نہیں مانی تو ماہرین کا کہنا ہے کہ اس سے دونوں ممالک کے درمیان حال ہی میں قائم ہونے والے قریبی تعلقات میں فرق پڑ سکتا ہے۔

گزشتہ چھورس میں وزیر اعظم زید رمودی وobaR سعودی عرب کا دورہ کر چکے ہیں، تب سے اب تک، تیل فروخت کرنے والے ملک کی حیثیت سے بھارت کی نظر میں سعودی عرب کی حیثیت ختم نہیں ہوئی ہے۔

سعودی عرب تیل کی درآمدات پر اپنی معاشرت کا انحصار کم کرنے کے لیے بھارت میں سرمایہ کاری کے موقع تلاش کر رہا ہے۔ اس نے بھارت میں ۱۰۰ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرنے کا مضمون بنا�ا ہے۔ دوسری میں سعودی عرب نے بھارت کو لیقین دلایا کہ بھارت میں اس کی سرمایہ کاری کے منصوبے ابھی زیر غور ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں ممالک کے مابین عسکری اور سیکورٹی امور میں گھبرا تعلق بیباہ ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ دونوں ممالک کو ایک دوسرے کی اشد ضرورت ہے۔

چین کے بعد بھارت سعودی عرب کا سب سے بڑا خریدار ہے اور عراق کے بعد سعودی عرب بھارت کو خام تیل کی فراہی کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔

سعودی عرب کی تو انہی کی صحت اور بھارت کی نیکنالوجی پر سبقت آنے والے کئی برسوں تک دونوں ممالک کے تعلقات کو تحریک تقویت دے گی اور یوں یہ دونوں اپنے اپنے قومی مفادات کے تحفظ کے لیے ایک دوسرے کے مزید ترقیب آجائیں گے۔

(حوالہ: ”بی بی اردوڈاٹ کام“۔ کمپنی پریس ۲۰۲۱ء)

معاملہ ہوتا ہے۔ دوسری بات اسٹریچ گریزو کے استعمال سے متعلق ایک مین الاقوامی معہدہ ہے، جس کا بھارت بھی ایک رکن ہے۔ اس معہدے کے رکن مالک اس تنظیم کے قواعد کے مطابق ایسے فیصلے خود کرنے کے مجاز ہیں۔

بھارت میں پڑولیم اور گیس، بہت کم مقدار میں دستیاب ہیں، لہذا وہ درآمد کی جاتی ہیں۔ ملک کو بیرون ملک سے پڑولیم مصنوعات کی درآمد کے لیے گزشتہ سال اپنے اخراجات کا ۵۸ فیصد استعمال کرتا ہے، جس پر ۱۲۰ بیلین ڈالر کی لاگت آتی۔

بھارت کو اپنی بہت بڑی معاشرت کی ترقی کے لیے بہت زیادہ خام تیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بھارت میں تیل کو ابتدھن کے طور پر بہت زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اس وقت بھارت دنیا کے سب سے بڑے برآمد کنندگان سعودی عرب سمیت دیگر عرب ممالک سے اپناء ۲۵ فیصد خام تیل درآمد کرتا ہے۔ امریکا اور روس بھی ان بڑے ممالک میں شامل ہیں جو بھارت کو بڑی مقدار میں خام تیل کی فراہی کرتے ہیں۔

تو انہی کی پالیسی

حکراں جماعت بی جے پی کے ترجمان گوپال کرشنا اگروال کا موقف ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ بھارت خلیجی ممالک پر انحصار کم کرے اور ایران اور ویزویلا سے اپنی ضروریات پوری کرے۔ تاہم ان دونوں ممالک پر امریکی پانڈیوں کی وجہ سے بھارت نے تیل کی درآمد روک دی ہے۔ دونوں ممالک ایک وقت میں بھارت کو بھاری مقدار میں تیل فروخت کرتے تھے۔ سگاپور میں بھارتی تو انہی سے تعلق امور کی ماہرین اور سفارتی اموری دیا ہے کہ بھارت طویل المدى پالیسیوں پر توجہ دے اور صاف تو انہی اور تو انہی کے دیگر ذرائع کو بھی روئے کارلائے۔

پڑول اور ڈیزل کی نیپال سے بھارت کو اسکنگ بھی بھارت کے لیے پریشانی کا باعث تھی ہے۔ بھارتی حکومت طویل المدى حل کے لیے متعدد اسکیمیں شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر اعظم زید رمودی نے ۷ افروری کو تیل ناؤ میں اپنی ایک تقریب میں تو انہی کے دیگر ذرائع کو روئے کارلائے اور خام تیل پر انحصار کم کرنے پر بھی زور دیا۔

کچھ ماہرین تجویز دیتے ہیں کہ بھارت تیل کے اسٹریچ تیل کے خارج میں اضافہ کرے یعنی اشک کو ۷ دن سے

پیٹرول اور ڈیزل کی بڑھتی قیمتیں بھارت میں ایک تنازع مسئلہ بن چکی ہیں۔ بدھ کے روز سب سے مہنگا پیٹرول جبل پور میں دستیاب تھا اور اس کی قیمت ۷۵ روپے فی لیتر تھی۔

بھارت میں پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں کا انحصار میں الاقوامی مارکیٹ کی قیمتوں پر ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مین الاقوامی منڈی میں تیل کی قیمت کم ہوتی ہے یا بڑھ جاتی ہے تو پھر بھارت میں بھی اسی طرح کا انتار پڑھا دیکھنے میں آنا چاہیے۔ لیکن بچھے سال عام صارفین کو تیل کی قیمتوں میں کمی کا فائدہ نہیں پہنچا کیونکہ حکومت نے دوبار ایکسائز ڈیپلی میں اضافہ کیا۔

آئکل یہ ڈیپل گیس کار پورشن لمبیڈ (اوائی ٹی اس) کے سابق چیئرمین آر ایم شرما کہتے ہیں کہ جب یہ حکومت ۲۰۱۴ء میں پر اقتدار آئی تھی تو اس وقت سے تیل کی قیمت ۱۰۴ ڈالر فی لیٹر تھی۔ تب سے قیمتوں میں کمی واقع ہوتی رہی ہے۔

ان کے مطابق بھارت ویزا عظم نے یہ بھی مذاق کرتے ہوئے کہا کہ میں خوش قسمت ہوں کہ جب سے میں اقتدار میں آیا ہوں، تیل کی قیمتیں کم ہو رہی ہیں۔ اس وقت پیٹرول کی قیمت ۲۳۷۴ء میں کمیں ہوئے دی۔ اس کے بجائے حکومت نے ایکسائز ڈیپل میں اضافہ کیا۔

اب اس سال مین الاقوامی منڈی میں خام تیل کی قیمت اے ڈالر فی یک لیٹک بیٹھنے کی ہے اور اب یہ فی یک لیٹک ۲۲۵۵ کے قریب ہے۔ جنوری میں سعودی عرب کا ایک انتہائی اہم خریدار ہوئے کی وجہ سے بھارت کی حکومت نے سعودی عرب سے بیداوار بڑھانے کی درخواست کی تھی، لیکن اس کا سعودی عرب پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس وقت بھی دونوں ممالک کے مابین تعاون کی فضاحتی۔

مارچ میں بھارت نے اوپیک ممالک اور سعودی عرب سے خام تیل کی بیداوار بڑھانے کا مطالبہ کیا۔ لیکن ایک بار پھر سعودی عرب نے نہیں سنایا اور جب بھارت نے اس پر مابینی کا اٹھا کر کیا تو سعودی عرب کے ذریعے کہا کہ بھارت کوستے داموں پر خریدے گئے خام تیل کے اسٹریچ گریخارج کا استعمال کرنا چاہیے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر بھارت سعودی ویزیر کے میان سے مابینی ہے تو یہ ٹھیک ہے کیونکہ جب بھی کوئی ملک اپنے اسٹریچ تیل کے خارج میں اضافہ کرے یعنی اشک کو ۷ دن سے

بھارت خلیجی ممالک کی جانب پڑھ چکا ہے، ان میں سعودی عرب، دوئی اور بحرین شامل ہیں۔ یہ تین مذہبی، تاریخی اور سیکورٹی کے اعتبار سے ایک دھرم سے جڑے ہوئے ہیں۔ میوسیں صدی کے اوائل میں یہ ممالک بھارت کو صرف سنتی لیبریری گھریلو خدمات اور تعمیراتی خدمات کی وجہ سے جانتے تھے، میوسیں صدی کے اختتام پر بھارت کی پڑھتی معاشری مسوئے نے ڈرامائی انداز میں اسے تبدیل کر دیا۔

بھارت کے منڈیا کے مطابق تیل کی برآمدات اور سرمایہ کاری ان ممالک سے تعلقات کے لیے ناقابلی ہے، بھارت عرب ممالک کے ساتھ طویل مدت کے سیکورٹی

باقیہ: ”حراک تحریک“ کی کامیابی؟

قیادت، واضح سیاسی منصوبہ بندی اور واضح وۇن کے نہ ہونے کے باوجود ”حراک تحریک“ نے الجیریا کی جامد سیاسی نظام میں کچھ نہ پچھہ تبدیلیاں لانے پر مجبور کر دیا ہے۔ آئین میں کی جانے والی تراجمہ کبھی نہ کی جاتیں اگر ”حراک تحریک“ ملک کے سیاسی نظام میں ایک بھوچال پیدا نہ کرتی۔ نئے انتخاب اور انساد اور بدعونی مہم بھی اسی صورت میں پہلی سکتی ہے، جب عوام ”اطلیش کو“ کے خلاف اپنی جدوجہد کو مستقل مراجی سے آگے لے کر چلیں گے۔

موجودہ حالات میں الجیریا کو سب سے بڑا مسئلہ جو درپیش ہے وہ بے روزگاری کی پڑھتی ہوئی شرح ہے، اور اس میں خاص کر نوجوانوں میں اور بیلی مرتبہ مازمت تلاش کرنے والوں کے لیے مشکلات بے شکار ہیں۔ گزشتہ برس کے اندود شمار کے مطابق نوجوانوں میں بے روزگاری کی شرح ۳۰ فیصد کے قریب تھی۔ کورونا کی صورت حال میں جہاں معافی سرگرمیوں کی رفتار ہوتی ہی کم ہو چکی ہے ایسے میں ان حالات سے نہماں اور بھی مشکل ہو گیا ہے۔

کچھ عرصے میں ہونے والے انتخابات اس بات کو ثابت کریں گے کہ آئندہ عبد الجبیر قوم کے لیے نجات دہنہ بن کر آئے ہیں یا پھر ماضی کی طرح یہ بھی فوج کے حمایت یافتہ نہایت سیاسی رہنماییں۔ یہ انتخابات ان کی سیاسی حکمت کا بھی امتحان ہیں گے۔ ان کے لیے اس وقت سب سے پریشان کن معاملہ خراب معاشری صورت حال اور بے روزگاری میں اضافہ ہے۔

(ترجمہ: خالق محمد یونس)

”Algeria is going to the polls in June: Is this victory for the Hirak Movement?“

(“middleeastmonitor.com“. March 25, 2021)

بھارت: مسلم اقلیت کے حقوق کی پامالی اور عرب ریاستوں کا کردار

آنکھوں میں دھول جھومنکے کی کوشش کر رہا ہے۔

آج کل مغربی مہرین اس پر گھنٹکو کر رہے ہیں کہ یہ دنیا کی قطبی ہے، دوقطبی ہے یا تین قطبی۔ لیکن ایک بات میں شدہ ہے کہ امریکا بھی دھرمے ممالک کے لیے ایک قطب اور ایک مسونہ ہے۔ عالمی سطح پر امریکا بہتر کام کر سکتا ہے لیکن علاقائی سطح پر میں الاقوامی معاملات کافی چیजہ ہوتے ہیں، جنوبی ایشیا اور خلیجی ممالک کے تعلقات میں الجہاں بھی ایک علاقائی الجہاں ہے جسے تبحث کے لیے بھارت کے پرانے میں الاقوامی نظریات کو بھجنے زیادہ بہتر ہے جو جائے یہ کہ تم اسے مغربی نقطہ نظر سے دیکھیں۔

۱۹۶۹ء میں بھالی سماجی سائنسدان بننے کا مرکار اپنے ”امریکن پلٹھیٹکل سائنس ریویو“ میں اپنا ایک دچپ پیغمون ”میں الاقوامی تعلقات کا ہندو نظر یہ“ شائع کیا۔ مہا بھارت اور سینکرست پر کام کرتے ہوئے انہوں نے یہ وہی ممالک کو تین اقسام میں تقسیم کیا۔ آری (دُمُن)، مہا باما (ٹالٹھ) دوست اور دُمُن دونوں کے ساتھ الجھا ہوا، اوٹھیسا (لائقن) اپنا وزن دوسروں پر ڈالنا۔ ان تینوں اقسام کو مل کر منڈیا یا ایک دارہ بنتا ہے، کما سرکار کی منڈیا کے نظر یہ کو اگر بھارت کی مغربی سرحد پر لا گوکیا جائے تو پاکستان ”دُمُن“ ملک ہے، ایا ان مہا باما میں آتا ہے جو بھارت کے لیے اہم ہے، جب کہ تھی ریاستی طاقت کا تو ازان برقرار رکھتی ہیں۔

ایران پر لگائی جانے والی اسریکی پاہنڈیوں کے باوجود بھارت ایران کے ساتھ کام کرنے اور اس سے تعلقات رکھنے میں کامیاب رہا ہے حالانکہ ٹرمپ انتظامیہ نے چاہ بہار میں تعمیراتی ہند روگاہ اور بیلوے کو پاہنڈیوں میں شامل نہیں کیا تھا۔ ایران بھارت کا قریبی اتحادی نہیں ہے لیکن مہا بام نظر یہ کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ منڈیا کے مطابق مہا باما میں رہ کر ایران یہ کر سکتا ہے کہ وہ پاکستان پر مسلسل دباؤ ڈالے کہ پاکستان ایران کے ساتھ بھی دفاعی تعلقات استوار رکھتا چاہتا ہے، مزید یہ کہ بھارت خلیجی ریاستوں مثلاً سعودی عرب اور تحدہ عرب امارت کے ساتھ سفارتی تعلقات بحال کر چکا ہے، اس کے ساتھ سفارت اسٹرکچر کی تعمیر کے لیے بھارت خلیجی ممالک کے حریف ایران کے ساتھ بھی تعاون کر رہا ہے بلاشبہ یہ ناممکنات میں سے ہے یا یہ کہ بھارت میں الاقوامی برادری کی

Salvatore Babones

۲۴ وہ بزرگ یونیورسٹی نے علی گڑھ یونیورسٹی کی صدر سالہ تقریب سے خطاب کیا، وار گھومت دہلی میں جنوب شرق کی جانب چند گھنٹوں کی مسافت پر واقع یہ یونیورسٹی مرکز کے دری انتظام ہے۔ دوسری اہم تقریبات کی طرح یہ تقریب بھی آن لائن ہی منعقد کی گئی لیکن ہودی کی تقریب کو عوام نے بہت غور سے سن اور دیکھا۔ بھارت یہ ہستا پارٹی جو کہ اس وقت حکومت میں ہے اس کی اور بھارت میں مقیم ۴۰ ملین مسلمانوں کی غرفت اور دشمنی کی ایک تاریخ ہے۔ بھارت یہ ہستا پارٹی پر یہ الزام بھی لگایا گیا ہے کہ وہ کھلے عام فرقہ واریت اور مسلم دشمنی کی آگ بہڑ کاتی ہے، ہودی نے مسلمانوں کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ رنگ و نسل اور فرقہ واریت سے بالآخر ہو کر وہ تمام ہندوستانیوں کے وزیر اعظم ہیں۔

اپنی تقریب میں ہودی نے یہ واضح کیا ہے کہ ان کی حکومت مذاہب کے درمیان غیر اتیازی سلوک نہ کرنے کا عہد کر چکی ہے۔ تقریب میں ہودی نے اعداد و شمار کے ذریعے یہ ظاہر کیا کہ مسلمان لاڑکانوں کی تعلیم کے حصول میں بہتری آئی ہے لیکن اس کے ساتھ سفارتیہ مطلب بھی کیا کہ مسلمان طالب علم بھارت کا ”زرم رویہ“ دینا کو دکھائیں تاکہ میں الاقوامی سطح پر بھارت کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہودی کی یہ درخواست بھارت کے جارحانہ سفارتی رویے کے اڑکوں کرنے کے لیے کی گئی تھی، تاکہ مسلم ممالک کے ساتھ بھارت کے ایچھے سفارتی تعلقات تام ہو سکیں یا کہ مسلم دنیا کا بھارت کے معاملے میں یہ تاثر ختم کیا جاسکے کہ ہودی کی حکومت ہندو قوم پرست یا مسلم دُمن حکومت ہے۔

بھارت کی سفارتی پالیسی میں مسلم ممالک سے ایچھے تعلقات رکھنا اہم ہے، جیسے انگریز طور پر دہلی اسی دوران اسرائیل کے ساتھ بھی دفاعی تعلقات استوار رکھتا چاہتا ہے، مزید یہ کہ بھارت خلیجی ریاستوں مثلاً سعودی عرب اور تحدہ عرب امارت کے ساتھ اسٹرکچر کی تعمیر کے لیے بھارت خلیجی ممالک کے حریف ایران کے ساتھ بھی تعاون کر رہا ہے بلاشبہ یہ ناممکنات میں سے ہے یا یہ کہ بھارت میں الاقوامی برادری کی

اے کے نفاذ کو روک دیا گیا ہے۔
مودی، امیت شاہ یابی بے پی کو یا امید نہیں ہے کہ مسلم نوجوان طالب علم ان کی درخواست پر یا سی اسے پر وقت پاندی کی وجہ سے محبت وطن ہونے کا ثبوت دیں گے لیکن انہیں یا امید ضرور ہے کہ اس سے بی بے پی کے لیے سر اور ششی وائلے جو جذبات ہیں، ان کی شدت کم ہو جائے گی۔ مودی حکومت ہر وہ کام کرے گی جس سے وہ خلائق مالک کا اعتماد حاصل کر سکے، مودی حکومت اپنی پارٹی کے جارحانہ فرقہ وارانے عناصر کو روکنے کی بھی ہر ممکن کوش کرے گی اور مسلم مظاہرین کو بھی دبائے کی کوش کرے گی، مودی ہر قیمت پر یہ جا بیٹے ہیں کہ خلائق مالک اور بھارت کے تعلقات آسانی کے ساتھ تعاون کی راہ پر گامزرن رہیں۔ یہ تعلقات اب تک اس قدر رکھتے ہو چکے ہیں کہ بھارت اور خلائق مالک اپس میں اہم موضوعات پر تباہہ خیال کرنے کے ساتھ ساتھ کاری مشترک کو مشقیں بھی کر رہے ہیں، مودی حکومت بہت حد تک عرب ریاستوں کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر بنانے میں کامیاب ہو چکی ہے لیکن معاشی طور پر کامیابی اسی صورت میں ممکن ہے جب بھارت میں حکومت اور شریروں کے ساتھ تعلقات بہتر ہوں گے۔ (ترجمہ: سمیہ اختر)
"For Modi, Courting the Arab World Begins With India's Muslims".
. January 19, 2021) ("Foreign Policy

لیکہ: چین وروس، امریکا و یورپ کے لیے در و مر
اس وقت جرمن قیادت کی کوشش ہے کہ معاشی معاملات کو سیاست کی چکھٹ پر قربان نہ کیا جائے۔ سیاسی نظام کے آئینہ میں کو مضمون ترہ بانے کے نام پر معاشی معاملات کو برہادی کی طرف دھکیلے کی کوئی بھی کوشش جرمن قیادت کو گوارنیں۔ صورت حال کی براکت دیکھتے ہوئے یہ انداز الگا زیادہ دشوار نہیں کہ پورپی یونین اور برطانیہ کو اپ کچھ اور سوچنا پڑے گا۔ سب سے بڑھ کر کہہ جمنی کے رقم و کرم پر تو چین اور روس کے خلاف کوئی بڑی میدیا مہم پلانیں سنتے۔ ایسے انہیں امریکا کے ساتھ مل کر ہی کچھ کرنا ہو گا۔ امریکا ان کا ساتھ کہاں تک دے سکے گا، یہ سوال بھی اہم ہے۔ امریکا کی اپنی بھی مشکلات اور مجوریاں ہیں۔ امریکا اور یورپ کو اس وقت چین اور روس کے خلاف جو کچھ بھی کرنا ہے اُس میں داش مندی کا دامن بھی تھا میرہ رہنا ہے۔ محض جذباتیت کے رویے میں بہر کچھ کرنے سے ایسی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں جن پر قابو پان پھر کسی کے بس میں نہ ہو گا۔ (ترجمہ: محمد احمد نان)

"China vs. the West: An epic global battle is brewing". ("theglobalist.com". March 29, 2021)

معاشی موقع فراہم کیے ہیں بلکہ کرام کرنے کو بھی ترجیحات میں شامل کیا ہے، بھری عرب میں بھری اور فضائی افواج کی بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ بھارت اپنے مقاصد میں کامیاب ہو چکا ہے۔
پاکستان کا یہ خیال تھا کہ اس نے مقبوضہ کشمیر میں ڈرمپ کا روز رکھا ہوا ہے، تاریخی اعتبار سے کشمیر بھارت کی واحد مسلم اکثریتی ریاست ہے لیکن جب بھارت نے کشمیر کی مخصوص حیثیت ختم کرتے ہوئے اسے بھارت کا حصہ بناتے ہوئے بھارت کی ایک ریاست ظاہر کیا تو در مرے مسلم ممالک یا ااؤ آئی کی طرف سے بھارت کے خلاف کوئی مذہبی بیان سامنے نہیں آیا، جب کہ در مری طرف کشمیریوں کی آواز دہانے کے لیے بھارت نے نظم کا ہر طریقہ استعمال کیا اور بھاری اسلئے کو کشمیریوں کے خلاف مکمل تشدد رونے کے لیے استعمال کیا، اس ساری صورت حال پر مسلم ممالک کے عکروں کی طرف سے بھارت کے خلاف کوئی ایک مذہبی بیان کی سامنے نہیں آسکا۔
بھارت صرف اور میں مکمل کرنے کے لیے عرب ممالک سے بہتر تعلقات کی کوشش کر رہا ہے، اور اس کے لیے اپنے مسلم اقلیتی علاقوں کے حقوق کے ذریعے عرب ریاستوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کشمیر پر پاکستان کے موقف کو مکمل نظر انداز کرنے کے باوجود ااؤ آئی کی بھارت کے مسلم اقلیتی علاقوں کے گیارہ مختلف مسائل پر پہنچا ہے اور بھارت میں "سی اے اے" کے حوالے سے ہونے والے احتجاج پر جواب طلب کر رہی ہے۔ سی اے اے متعلق پانچ مضمونات یا مسائل ہیں جو ااؤ آئی کی نظر میں بھارت کو جلد از جملہ عمل کرنے چاہیں، سی اے اے در اصل ایک راستہ ہے جو مسلم اکثریتی علاقوں کے غیر مسلم شریروں کو بھارت میں پناہ گزین ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے، اس قانون نے بھارت میں بڑے پیارے پر مراجحتی تحریک کو ختم دیا ان پر اس مظاہریوں کو علی گزہ مسلم یونیورسٹی کے طلب پر پولیس تشدد کے ذریعے پر تشدد بھی بنایا گیا۔
علی گزہ یونیورسٹی کی صدر سال تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مودی نے مسلمان طلب سے درخواست کی کہ وہ جس بھی نہ ہب سے تعلق رکھتے ہیں تو انی سلامتی پر کوئی بھوتی نہیں کریں گے۔ مودی نے مزید کہا کہ سیاست کا ایک طرف رکھ کر صرف مکمل سلامتی اور اس کی بہتری کے لیے کام کریں۔ یہ کوئی اتفاق نہیں ہے کہ مودی کی یہ تقریر اس وقت سامنے آئی ہے جب اس کے دوست راست امیت شاہ نے اسی اے اے کے بارے میں یہ اعلان کر دیا ہے کہ کوڈ۔۱۹۔ اکی وبا کے اختتام تک اسی اے

تعاقبات چاہتا ہے۔ سنی مسلم مذہبی بھتی کے ساتھ پاکستان ہمیشہ سے بھارت کی سیاست کا مقابلہ کامیابی سے کرتا آیا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں او آئی سی میں پاکستان نے بھارت کی شمولیت کو ناکام بنایا، سعودی عرب کی فوج کو بنانے میں مکمل کردار ادا کیا ہے تاکہ پاکستان نے سعودی عرب کی مد کے لیے اور عراق کے خلاف ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۷ء میں اپنی فوجیں بھیجیں۔
غلظی فارس اور پاکستان کے آپس میں بہت اچھے تعلقات ہیں، تعاون کی نشاندہی اس سے بھی ہو جاتی ہے کہ انہوں نے پاکستان کے نیوکلیئر پر گرام کے لیے مبینہ طور پر سعودی عرب کے تعاون کی محیثت کی تھی۔ مصر میں سعودی عرب کی مالی اعانت یا اس کی اہمیت پر تفرق رائے رکھتے ہیں لیکن اس بات پر اتفاق رائے موجود ہے کہ پاکستان اپنے نیوکلیئر پر گرام کی وجہ سے ایک طاقتور ملک بنانا اور اس نیوکلیئر پر گرام کو "اساک بم" یا "مسلم بم" کا نام بھی دیا گیا، یہ سارا انتظام پاکستان نے ۲۰۰۷ء کے اوخر سے بڑے پیارے پر پھیلے بھارت اور اسرائیل کے جو ہر ہی تھیاروں کا مقابلہ کرنے کے لیے کیا تھا، پوری مسلم دنیا میں اس وقت خوشی کی ہبہ دوڑگی تھی جب ۱۹۹۸ء میں پاکستان نے ائمہ دھماکا کیا۔
یہ بھی تک واحح نہیں ہے کہ اپنے اوپر میں کو مکمل کرنے کے لیے بھارت نے سعودی عرب اور خلائق مالک کو پاکستان کے ساتھ اور حمیت سے روکنے میں کس طرح کامیاب ہوا۔ ۲۰۱۲ء کے اوخر تک مصر میں کی رائے بھی تھی کہ پاکستان کی ترقی صرف سعودی عرب کے ایک اہم شرکت داری کی نیتی سے ہی ممکن ہو گی لیکن اصل صورت حال اس وقت سامنے آئی جب سعودی عرب نے امارات سے اتحاد کرتے ہوئے یمن میں مداخلت شروع کی۔ سعودی عرب نے پاکستان سے یمن جنگ میں شرکت کے لیے ایک رکن، وارشپ اور فوجیوں کی درخواست کی تھی لیکن پاکستان نے یمن جنگ میں کسی بھی طرح کی شرکت یا تعاون سے معدور تکریلی۔

یمن جنگ میں اسلحہ کی فراہمی اور فوجیوں کے ذریعے مدد سے پاکستان کے صاف اکارنے خلائق مالک اور سعودی عرب کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ پاکستان کے ساتھ تعلقات فائدے سے زیادہ نقصان میں ہیں۔ ۲۰۱۰ء کے دریافتی عرصے میں خلائقی عرب ریاستوں نے پاکستان کے مجاہے دوسرے ممالک سے فوجیوں کی خدمات اور جدید اسلحہ حاصل کیا، انہیں مزید پر پاکستان کی فوجی تربیت یا نیکنیکل تعاون کی ضرورت باقی نہیں رہی، اس کے عکس بھارت نے ناصرف